20/-

مفتی شعیب رضا نعیمی کی حیات و خدمات پر

خصوصی شمارہ

چھوڑ کر تم کیا یک جہاں چل بسے
اے شعیب نعیمی کہاں چل بسے
تم نہیں ہو تو سونی ہے بزم سخن
تم سے شاداب تھے آگہی کے چمن
(ڈاکٹر اشتر)

مولانا محمد عسجد رضا خان قادری

مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

مرکز سواد اعظم اہل سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

August-2017 ذی قعدہ ۱۴۳۸ھ / اگست ۲۰۱۷ء

مجلس مشاورت

مجلس ادارت

زیر سرپرستی

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں
قادری ازہری بریلوی مدظلہ العالی قاضی القضاۃ فی الہند

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری

مدیر

مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

Issue 8 شمارہ نمبر ۸

Vol. 2 جلد نمبر ۲

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
معین اختر رضوی، کمپیوٹر سیکشن جے آر ایم ہیڈ آفس

نوٹ:

رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ایک بجے تک نیچے دیے گئے نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں:

9259089193

ہدایت: اہل قلم حضرات سے گزارش ہے کہ سنی دنیا کے لئے مضامین بھیجتے وقت لفافہ پر "برائے سنی دنیا" ضرور تحریر فرمائیں، آپ اپنے مضامین ہمارے ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

قانونی انتباہ:

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی کورٹ میں قابل سماعت ہوگی۔ اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

گول دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا زر سالانہ ختم ہو چکا ہے۔ برائے کرم آگے کے لئے اپنا زر سالانہ پہلی فرصت میں ارسال فرمائیں تاکہ رسالہ آگے بھی جاری رہ سکے۔

فی شمارہ ۲۰ روپے	زر سالانہ ۲۵۰ روپے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۰۰۰ روپے	دیگر ممالک ۳۵ امریکی ڈالر

رابطہ کا پتہ: دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران، بریلی شریف، یوپی Cont. Add

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82 Saudagran, Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Cont. No. 0581-2458543, 2472166, 3291453 :فون
E-mail:- sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com, atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us: www.aalaahazrat.com, cisjamiaturraza.ac.in, hazrat.org

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

حضرت شیخ طریقت سید غیاث الدین میاں قادری، حضرت شیخ طریقت سید گلزار میاں واسطی، حضرت علامہ سید اولاد رسول قدسی، حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی نوری، حضرت علامہ سید سراج اظہر رضوی، حضرت علامہ مفتی ولی محمد رضوی، حضرت علامہ مفتی شمشاد حسین رضوی، حضرت علامہ رحمۃ اللہ صدیقی، حضرت علامہ شکیب ارسلان رضوی، حضرت علامہ مفتی اختر حسین علیمی، حضرت مولانا ابوساریہ عبد اللہ علیمی، حضرت علامہ مفتی احمد رضا اعظمی، حضرت مولانا مقیم اختر رضوی، حضرت علامہ عبد المالک مصباحی، حضرت مولانا وصی احمد رضوی، حضرت مولانا سید رضوان شافعی رفاعی، حضرت مولانا مسیح الدین حشمتی، حضرت ثاقب القادری رضوی، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نعیمی، مولانا محمد رضا نوری، مولانا راشد نعیمی، مولانا ارشد نعیمی، مولانا غلام رسول بلیاوی، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری، مولانا جمال احمد صدیقی علیمی، مولانا ذیشان حنفی، مولانا قمر الدین احمد رضوی، مولانا صلاح الدین رضوی، مولانا آس محمد قادری، ڈاکٹر قمر الزماں قادری۔

جماعت رضائے مصطفےٰ، شاخ کانپور، رضا اکیڈمی ممبئی، دار العلوم مخدومیہ ردولی شریف، غلام مصطفےٰ نوری مشن مالیگاؤں، جماعت رضائے مصطفےٰ، شاخ بوکارو۔

تاج الشریعہ کے غم زدہ قلم سے...

چھوڑ کر تم یکایک جہاں چل بسے
تم نہیں ہو تو سونی ہے بزم سخن

اے شعیب نعیمی کہاں چل بسے
تم سے شاداب تھے آگہی کے چمن

داماد حضور تاج الشریعہ، نازش علم وفن، پیکر اخلاص، حضرت علامہ مفتی شعیب رضا نعیمی کی رحلت پر

اشکہائے فرقت

از: محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی، بارہ بنکوی، مسقط عمان

توڑ کر وصل کے دائرے، چل دیے
قلب تاج الشریعہ ہوا غم زدہ

بزم دنیا سے وہ بس اٹھے، چل دیے
حسرتیں آپ ان کی لئے، چل دیے

کہنے سننے کی حسرت جگر میں رہی
آہ وہ بے کہے، بے سنے، چل دیے

ٹوٹا ٹوٹا ہے گلزار مسجد میاں
آہ اتم اس کی رونق بنے، چل دیے

اہل سنت پہ سب سن کے بجلی گری
اب شعیب نعیمی گئے، چل دیے

غم سے مولانا عاشق ہوئے اشکبار
تم نگاہ کرم ڈال کے، چل دیے

ان کی یادیں رلاتی رہیں گی ہمیں
وہ ہمیں بس ذرا سا ملے، چل دیے

مسکراتی جبیں، زندہ دل، خوش ادا
آپ سب کے دلوں کو لئے، چل دیے

ان کے سینے میں تھا ایک بے باک دل
مشکلوں میں سنت سے پیچھے ہٹے، چل دیے

سر جھکائے تھا رب کی مشیت سے ہم
جتنا لکھا تھا، اتنا جیے، چل دیے

عظمت مصطفےٰ کے محافظ تھے وہ
وہ نہ باطل سے ہرگز دبے، چل دیے

خوش نصیبی سے موت آئی رمضان میں
خلد وہ مسکراتے ہوئے، چل دیے

موجزن ان کے اندر تھا عشق نبی
رات دن عشق میں وہ جلے، چل دیے

قبر میں ان پہ ہوگا نبی کا کرم
ذکر آقا، وہ کرتے ہوئے، چل دیے

بے رکے بے تھکے راہ اخلاص پہ
عمر بھر کام حق کے کیے، چل دیے

ان کو حاصل رہیں، قبر کی راحتیں
رب انھیں تا ابد خوش رکھے، چل دیے

جس سے چمکے گی راہ ہنر اے شعیب
کر کے روشن تم ایسے "دیے" چل دیے

بارش ابر رحمت ہو ان پہ سدا
نور سے قبر ان کی بھرے، چل دیے

خاندان رضا، سارا غمگین ہے
مختصر اس چمن میں رہے، چل دیے

اب کبھی دید ان کی نہ ہو پائے گی
اف! فریدی وہ کیسے لگے، چل دیے

محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

ایک تھا میرا رفیق

۱۹۹۹ء کی ایک خوشگوار شام تھی جب مکتبہ نعیمیہ دہلی میں میری پہلی ملاقات رفیق گرامی حضرت علامہ مفتی شعیب رضا نعیمی صاحب سے ہوئی، علیک سلیک کے بعد گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا، دوران گفتگو جب آپ کو معلوم ہوا کہ میں خادم حضور تاج الشریعہ ہوں تو بے حد مسرور ہوئے اور رشک آمیز لہجے میں فرمانے لگے کہ آپ قسمت والے ہیں جو صبح وشام تاج الشریعہ کی خدمت میں حضوری کا شرف حاصل ہے، پھر دریافت فرمایا کہ دہلی میں کب تک رکنا ہے؟ عرض کیا: دو تین دنوں تک ہوں، ارشاد فرمایا: آج سے آپ کا قیام میرے غریب خانے پر رہے گا اور باصرار مجھے اپنی کار سے بھجن پورہ اپنے دولت کدے پر لے آئے، رات کو پر تکلف کھانے کا اہتمام کیا، صبح اپنا قائم کردہ تعلیمی ادارہ اسلامی مرکز دکھایا، دار الافتا میں بیٹھ کر تعلیمی اور انتظامی امور سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک مستفتی آگیا، فرمانے لگے: ماشاء اللہ بہت اچھے موقع پر تشریف لائے، آپ کے سوال کا جواب بریلی شریف کے مفتی صاحب تحریر فرمائیں گے اور استفتا میری طرف بڑھا دیا، اب حکم کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، لہٰذا راقم نے جواب لکھ کر مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ ملاحظہ فرمالیں اگر کوئی کمی ہو تو اصلاح فرمادیں، مفتی صاحب مسکراتے ہوئے "صح الجواب والمجیب مصیب ومثاب" تحریر فرماکر کسی استاف کو مزید آگے کی کاروائی کے لئے دے دیا، پھر ناشتہ کے بعد قریب گیارہ بجے میں مفتی صاحب سے رخصت ہو کر بریلی شریف آگیا، اس طرح حضرت مفتی صاحب سے میرے رسم وراہ کا آغاز ہوا۔

اس کے بعد وقتاً فوقتاً دہلی میں اور بریلی شریف عرس رضوی میں ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا، ان ملاقاتوں میں ملکی و ملی حالات پر تبادلۂ خیال ہوتا، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کی تدبیریں زیر غور ہوتیں، باد مخالف سے نپٹنے کی صورتیں سوچی جاتیں اور قومی وملی ضرورتوں کا احساس کیا جاتا، لیکن اس سلسلے میں کچھ عملی اقدام نہ کر پانے کی کسک صاف جھلکتی، ان باتوں سے آپ کی بالغ نظری اور ملی ہمدردی کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

پھر قسمت نے یاوری کی اور آپ کو دنیائے سنیت کی عظیم شخصیت حضور تاج الشریعہ سے شرف فرزندی حاصل ہوا، جو سونے پہ سہاگہ ثابت ہوا، ستارہ آفتاب وماہتاب بن گیا، لوگ پلکوں پہ بٹھانے لگے، دلوں میں بسانے لگے، اپنے جلسوں کی زینت بنانے لگے، کانفرنسیں آپ کی شرکت کی بدولت کامیابیوں سے ہمکنار ہونے لگیں، خلق خدا آپ کے ہاتھوں کو تھام کر تاج الشریعہ کی غلامی میں شامل ہونے لگی، کتنے پژمردہ علاقے آپ کی کاوشوں کے صدقے تاج الشریعہ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے جگمگا اٹھے۔

تبلیغی اسفار سے جو اوقات بچتے انھیں مرکزی دار الافتا میں صرف فرماتے، فتاویٰ لکھتے اور انھیں تاج الشریعہ اور قاضی ملت علامہ قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے، میں نے دیکھا کہ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ ان میں حذف واضافے کی ضرورت پیش آتی۔

ذہنی ہم آہنگی کے سبب مفتی صاحب قبلہ سے میری دوستانہ قربت تھی، ہمارے درمیان مختلف امور میں مشوروں کا تبادلہ ہوتا، جزئیات کی تخریج اور مسائل میں بحث وتمحیص ہوتی، دلائل کی تردید وتوثیق ہوتی، قوم وملت کے لئے کچھ کر گزرنے کا عزم بنتا، منصوبے تیار ہوتے اور انھیں عملی جامہ پہنانے کے ممکنہ طریقے بروئے کار لانے کی سعی بلیغ ہوتی۔

راقم جب بحکم تاج الشریعہ شہزادۂ گرامی حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں قادری مدظلہ العالی کی نگرانی میں جامعۃ الرضا کا تعلیمی اور انتظامی خاکہ تیار کر رہا تھا، اس وقت بھی مفتی صاحب نے ہر ممکن رہنمائی فرمائی، چونکہ مفتی صاحب دینی اداروں کے ساتھ ساتھ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بھی زیر تعلیم رہ چکے تھے، اس لئے دونوں کی خوبیوں اور خرابیوں پر بھی آپ کی گہری نظر تھی، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ نصاب تعلیم اور نظام تعلیم ایسا ہونا چاہئے جو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے، اگر کوئی جدید شئے دین کے لئے نفع بخش ہے تو اس کا حصول ہونا چاہئے، اسی طرح اگر کوئی قدیم شئے دور حاضر میں دین کے لئے سودمند نہیں تو اسے ترک کر دینا چاہئے، الغرض ہر اس علم کو شامل نصاب ہونا چاہئے جو کسی نہ کسی طور پر دین کو فائدہ پہنچا سکتا ہو، جسے طلبہ اپنی ذاتی دلچسپی کے پیش نظر حاصل کر سکیں اور کم از کم اپنے اندر ایسی صلاحیت لازمی طور پر پیدا کر لیں کہ دنیا میں کسی بھی موڑ پر خود کو کمتر نہ محسوس کریں۔

اس سلسلے میں کئی تعلیمی اداروں کے نصاب تعلیم اور تعلیمی مناہج کے خاکے از خود منگوائے اور ان میں سے کن کن چیزوں کو جامعہ کے نصاب میں شامل کیا جا سکتا ہے، کون کون سے شعبوں کے قیام کی ضرورت ہے، ان شعبوں میں کتنی قسمیں ممکن ہیں، ان سب کی نشاندہی بھی فرمائی۔

انھیں کے مشوروں کے پیش نظر راقم نے کچھ اہم دینی اور عصری اداروں کے ماہرین کے ساتھ میٹنگ کی اور ان سے مدارس اسلامیہ کے موجودہ نصاب تعلیم پر رائے لی، مدارس کا تشخص برقرار رکھتے ہوئے ہم کون کون سی تبدیلیاں کر سکتے ہیں، ان کے امکانات پر غور و خوض کیا، اس طرح جامعۃ الرضا کے نصاب تعلیم کو آخری شکل دی گئی۔

انھیں دنوں جدید مسائل کا فقہی حل تلاش کرنے کے لئے ہم سنیوں کے یہاں سیمیناروں کا آغاز ہوا تھا، مفتی صاحب نے کہا کہ نئے مسائل کی تحقیق و تنقیح کا کام اگر مرکز سے ہو تو زیادہ بہتر ہوتا، کیوں نہ ہم بھی ایک فقہی تنظیم قائم کریں جو مرکز سے قوم و ملت کو درپیش مسائل کا حل پیش کرے، میں نے عرض کیا، بالکل! وقت کا یہی تقاضہ ہے، اس سلسلے میں ہمیں بھی میدان عمل میں آنا چاہئے، آپ نے فرمایا: آپ کوئی نام تجویز فرمائیے، راقم نے غور و خوض کے بعد ''شرعی کونسل'' تجویز کیا، جسے آپ نے پسند فرمایا، پھر طے ہوا کہ کل صبح حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں یہ عریضہ اور نام پیش کیا جائے گا، اگر منظوری مل گئی تو مزید اس پر کام کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

دوسرے دن ہم تاج الشریعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت مفتی صاحب نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت یوں عریضہ پیش کیا: ابا مولانا نشتر فاروقی صاحب کہہ رہے ہیں جدید مسائل حل کرنے کے لئے ہمارے یہاں بھی کوئی کمیٹی ہونی چاہئے، اگر اجازت ہو تو اس کے لئے ''شرعی کونسل'' کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے، تاج الشریعہ نے تھوڑی دیر توقف کیا پھر ارشاد فرمایا: بہتر ہے، مزید علامہ (محدث کبیر) سے بھی مشورہ کر لو۔

پھر علامہ صاحب اور شہزادۂ گرامی کے مشورے سے شرعی کونسل کا باضابطہ دستور العمل بنایا گیا، دستور العمل میں کسی بھی مسئلے کے حل کے لئے امام اہل سنت کی تحقیق کو ''حرف آخر'' کا درجہ دے کر اس سے انحراف کی ساری راہیں مسدود کر دی گئیں۔

مسائل کی تعیین اور سیمیناروں کے انعقاد کو بہتر ڈھنگ سے انجام دینے کے لئے شرعی کونسل میں مینیجنگ بورڈ، فیصل بورڈ، علما بورڈ اور فائینینس بورڈ کی تشکیل ہوئی، اس طرح حضرت مفتی صاحب کی سرگرمی کے سبب ایک اور دینی شعبہ معرض وجود میں آ گیا۔

مذکورہ تفصیل حضرت مفتی صاحب کے الفاظ میں بھی ملاحظہ فرمائیں جو انھوں نے شرعی کونسل کے دستور العمل کے ابتدائیہ میں رقم فرمائی ہے:

''عرصۂ دراز سے شدت کے ساتھ یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ مرکز اہلسنّت بریلی شریف میں ایک ایسی مجلس کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں قرآن و حدیث اور فقہائے احناف کے اقوال و اعمال، تحقیقات و ترجیحات کی روشنی میں امت کو درپیش جدید مسائل کا حل پیش کیا جا سکے، اگرچہ اس کام کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت

کے حقیقی وارث وجانشین، حضورتاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دام ظلہ القوی تنہا ہی انجام دے رہے تھے مگراب ضعف قوی وبصر اس کام میں ایک حد تک مانع ہیں۔

کچھ عرصہ قبل شہزادہ حضورتاج الشریعہ حضرت مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری بریلوی کے مشورہ سے میں نے اور محب گرامی مولانا عبدالرحیم نشتر فاروقی (اور چند دیگر احباب) نے اس سلسلے میں ایک خاکہ تیار کیا تھا اور اس کا نام ''شرعی کونسل آف انڈیا'' تجویز کیا تھا، جس کا تذکرہ ضمنی طور پر قبلہ گاہی حضورتاج الشریعہ سے کیا تو ایسا لگا گو حضورتاج الشریعہ اس احساس کو نہ جانے کب سے محسوس کررہے تھے لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ کچھ کام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے لئے اکابر ہی زیادہ موزوں ہوتے ہیں اور ان کے کرنے میں برکتیں زیادہ ہوتی ہیں۔

(اسی دوران) ایک دن محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب رضوی امجدی تشریف لائے اور انہوں نے (بھی) یہ تجویز رکھی کہ حضور اب مسائل جدیدہ پر کام کرنے کے لئے کسی مجلس کا قیام نہایت ضروری ہے، جسے حضورتاج الشریعہ نے بڑی خندہ پیشانی سے قبول فرمایا اور گو کہ حضورتاج الشریعہ کے لبہائے مبارک کو دیکھنے سے لگ رہا تھا کہ محدث کبیر کو حضورتاج الشریعہ دعائیں دے رہے ہیں۔

محدث کبیر علامہ صاحب نے ایک خاکہ تیار کرایا جو ہمارے خاکہ سے تھوڑا مختلف ہے مگر اس کی جامعیت کا مجھے مکمل احساس ہوا اور یہ احساس بھی کہ جو پختہ کاری بزرگوں کے کاموں اور فیصلوں میں ہوتی ہے وہ ماوشما کے نہیں۔

حضورتاج الشریعہ نے اس بورڈ کا نام ''شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف'' منظور فرمایا، اس بورڈ کے سات قواعد وضوابط اور سات کمیٹیاں بنائی گئیں!

(۱) مجلس سرپرستان۔ (۲) مجلس شوریٰ۔ (۳) فیصل بورڈ۔
(۴) مرتبین سوالات۔ (۵) مباحثین۔ (۶) انتظامیہ کمیٹی۔
(۷) فائینَنس کمیٹی۔''

[فیصلہ جات شرعی کونسل، ص ۱۸]

مفتی صاحب بہت کم عرصے میں اہل سنت کے درمیان مقبول ومشہور ہوگئے تھے اور آپ کے کام کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا تھا، سورت میں بھی ایک تعلیمی ادارہ قائم فرمایا تھا، کئی چھوٹے بڑے اداروں کی سرپرستی بھی فرما رہے تھے۔

سب کچھ معمول کے مطابق خوب سے خوب تر ہورہا تھا کہ اچانک موت نے آپ سے پنجہ آرائی شروع کردی، آپ نہایت ہی جوانمردی سے اس کا مقابلہ کرتے رہے، لیکن موت نے قیامت کی چال چلی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس ظالم نے انھیں ہم سے چھین لیا، مورخہ ۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱؍جون ۲۰۱۷ء بروز اتوار صبح گیارہ بج کر ۳۰؍منٹ پر مفتی صاحب نے جان جان آفریں کے سپرد کری، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پھول تو دو چار دن اپنی چمک دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

ابھی تو آپ نے کام کا آغاز فرمایا تھا، قوم وملت کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا تھا، مسائل کی بکھری ہوئی زلفیں سنوارنی تھیں، کتنے معاملات کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھانی تھیں، اسلامی مرکز کو ترقیوں کے بام عروج تک پہنچانا تھا، امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک کو مزید معیاری بنانا تھا، اب یہ سارے اہم کام آخر کون کرے گا؟ اتنی جلدی کیا تھی جانے کی؟

کل تو کہتے تھے کہ بستر سے اٹھا جاتا نہیں
آج دنیا سے چلے جانے کی طاقت آگئی؟

آپ کو روبہ صحت دیکھ کر ایسا لگا تھا کہ بہت جلد آپ شفا خانے سے دولت کدے پر تشریف لائیں گے اور اپنے مستقبل کے منصوبوں پر عمل درآمد شروع کردیں گے، مگر افسوس قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، آپ کا جانا ہمارے حوصلوں کو پرواز کی طاقت سے محروم کر گیا، ذہن وفکر کی جولانیاں سلب ہوگئیں، صاحبان علم وفن کی انجمنیں سونی ہوگئی ہیں، عجب ہُو کا عالم ہے بلکہ تاج الشریعہ کی زبانی کہوں۔

تم نہیں ہو تو سونی ہے بزم سخن
تم سے شاداب تھے آگہی کے چمن

■■■

از مفتی محمد شعیب رضا نعیمی قادری*

قرآن وحدیث کی روشنی میں
والدین کے ساتھ حسن سلوک

.....گزشتہ سے پیوستہ.....

۴۲۔وفی روایۃ لمسلم قال: اقبل رجلٌ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: أُبایعکَ علی الھجرۃِ والجھادِ أبتغِی الأجرَ مِنَ اللہِ۔ قال: فھل من والدیك أحَدٌ حَیٌّ؟ قال: نعم۔ بل کِلاھُمَا حَیٌّ۔ قَال: فتبتغی الاجر من اللہ؟ قال: نعم۔ قال: فارجع الی والدیك فأحسن صُحْبَتَھُما۔ (متفق علیہ وھذا لفظ مسلم) یعنی مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی، میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کروں گا، اللہ سے اجر چاہوں گا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس شخص نے عرض کی، دونوں زندہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: توتم اللہ سے اجر چاہتے ہو؟ اس شخص نے عرض کی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے والدین کے پاس واپس چلے جاؤ ان کی خوب اچھے سے خدمت کرو۔

۴۳۔وعن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما قال: جاءَ رجل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فقال: جِئْتُ ابایعُك علی الھجرۃِ۔ وترکت ابوای یبکیان؟ فقال: ارجع الیھما فأضحِکْھُمَا کما ابکیتھُما۔ (ابوداود) یعنی عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کی، میں آپ کے پاس ہجرت پر بیعت کرنے کے لئے آیا ہوں اور اپنے والدین کو روتے چھوڑ آیا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے پاس واپس چلے جاؤ، ان کو ہنساؤ جس طرح رُلا کر آئے ہو۔

۴۴۔وعن ابی سعید رضی اللہ عنہ ان رجلا من اھل الیمن ھاجر الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال: ھل لك احدٌ بالیمنِ؟ قال: ابوای۔ قال: أذنالكَ؟ قال: لا۔ قال: فارجع الیھما۔ فاستأذنھما۔ فان اذنالك فجاھد والا فبرّھما۔ یعنی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، اہل یمن میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کرکے آگیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرا یمن میں کوئی ہے؟ اس مہاجر نے کہا: میرے والدین ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معلوم کیا، کیا ان دونوں نے تجھے اجازت دی ہے؟ اس نے کہا نہیں، اجازت نہیں دی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے پاس واپس چلے جاؤ، ان سے اجازت طلب کرو، اگر تجھے اجازت دیں تو جہاد کرو ورنہ ان کی خدمت کرو۔

۴۵۔وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: اتی رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَسْتأذِنُہُ فی الجھاد۔ فقال: أحَیٌّ والداكَ؟ قال: نعم۔ قال: ففیھما فجاھد۔ (مسلم و ابوداود وغیرہ) یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آکر جہاد کی اجازت چاہی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس شخص نے عرض کیا ہاں زندہ ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان (کی خدمت) میں لگے رہو، جہاد کرتے رہو۔ (جاری ہے....)

* مفتی صاحب حضور تاج الشریعہ کے فرزند نسبتی اور مرکزی دارالافتاء کے نائب صدر مفتی ہیں۔

پیشکش: شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ابو حسام محمد عسجد رضا خاں قادری بریلوی

اقسامِ علم اور ان کے احکام

.....گزشتہ سے پیوستہ.....

بعض کا اعتقاد ہے کہ یہ ساری چیزیں مثالیں ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو چیزیں اپنے نیک بندوں کے لئے تیار کی ہیں وہ ایسی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں، نہ کسی آدمی کے دل میں گزریں اور یہ خلق خدا کے لئے جنت میں سے بجز صفات اور اسما کے کچھ نہیں۔

بعض کا اعتقاد ہے کہ ان میں سے بعض باتیں تو مثالیں ہیں اور بعض امور ایسے ہیں کہ ان کے الفاظ سے حقیقت سمجھ میں آتی ہے اسی کے موافق بعض کی رائے ہے کہ انجام اور کمال معرفت اللہ تعالیٰ سے عاجزی کا اقرار کرنا چاہیے، بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں بڑی بڑی باتوں کا دعویٰ کرتے ہیں۔

بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی انتہا عوام کے اعتقاد کی حد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ موجود ہے، جاننے والا قدرت والا، سننے والا، دیکھنے والا، کلام کرنے والا ہے، پس ہماری غرض علم مکاشفہ سے یہ ہے کہ ان امور سے پردۂ شک ہٹ جائے اور حق واضح اور صاف ہو جائے، اس طرح کہ گویا آنکھ سے دیکھ لے اور شک کی گنجائش بالکل نہ رہے اور یہ امر انسان کے جوہر میں ہو سکتا ہے، بشرطیکہ آئینۂ دل پر دنیا کی خباثتوں کی زنگ کی تہیں نہ جم گئی ہوں اور علم طریق آخرت سے ہماری غرض یہ ہے کہ آئینۂ دل کی جلا کی کیفیت کا علم ان خباثتوں سے جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کی صفات اور افعال کی معرفت سے روکتی ہیں۔

تصفیہ قلب: دل کی صفائی اور جلا کی تدبیر بجز اس کے نہیں کہ انسان شہوت نفسانی سے باز رہے اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اقتدا ان کی تمام حالتوں میں کرے، اس تدبیر سے جس قدر دل صاف ہوتا جائے گا اور اس کے مقابل امر حق کا صاف واضح ہوگا، اسی قدر اس میں اس کی حقیقتوں کی جھلک صاف واضح ہوگی اور اس جلا کی سبیل بجز ریاضت کے اور بغیر سیکھنے کے اور کچھ نہیں، اسی لئے علوم مکاشفہ کے لئے صوفیا کرام نے مرشد کی رہبری کی شرط لگائی ہے۔

علم مکاشفہ کی علامت: یہ علوم کتابوں سے نہیں، نگاہوں سے حاصل ہوتے ہیں اور نہ ہی یہ علوم کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں کہ ان کا مطالعہ کر کے انہیں حاصل کیا جا سکے، جس شخص کو اللہ تعالیٰ یہ علم کچھ بھی عنایت کرتا ہے، تو وہ اس کا ذکر عام لوگوں سے نہیں کرتا، صرف انہیں سے بیان کرتا ہے جو اس کے اہل ہیں، وہی اس کے شریک مذاکرہ اور محرم اسرار ہوتے ہیں اور یہ وہی علم پوشیدہ ہے، جسے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مراد لیا ہے کہ بعض علم مثل ہیئت مکنون کے ہیں کہ ان کو سوائے عارفین باللہ کے اور کوئی نہیں جانتا، جب وہ اسے بولتے ہیں تو بجز اللہ تبارک وتعالیٰ پر مغالطہ کھانے والوں کے اور کوئی اس سے جاہل نہیں رہتا، پس جس عالم دین کو اللہ تعالیٰ نے اس میں سے علم دیا ہو، اسے حقیر مت جانو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تو حقیر نہیں بلکہ بلند قدر بنایا ہے۔

اس لئے کہ اسے علم مکاشفہ عنایت فرما کر اپنا خاص مقرب فرما لیا، جیسے سیدنا منصور اور سیدنا شبلی اور سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان جیسے اور اولیائے کاملین ہیں جنھیں ایسے اشرف علم (مکاشفہ) سے وافر حصہ نصیب ہوا، یاد رہے اس علم مکاشفہ کے امام سیدنا ابن عربی قدس سرہ ہیں۔

قسم دوم: علم معاملہ یعنی دل کے حالات کا معلوم کرنا (۱) اچھے حالات ہوں جیسے صبر و شکر، خوف و رضا، زہد و تقویٰ (بقیہ ص ۴۳ پر)

از: ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی، بمبئی

عروس البلاد بمبئی میں

تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند کا جلوۂ صد رنگ

تیسری اور آخری قسط

حضرت سید والا گوہر آگے تحریر فرماتے ہیں:

"یہ اس وقت کی بات ہے، جب میں دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں زیر تعلیم تھا، اس وقت میری خطابت کا ابتدائی دور تھا، ماہ محرم الحرام میں بمبئی آیا، کئی سال سے آستانہ ماہم شریف پر عشرۂ محرم میں میری تقریر ہورہی تھی، حضور والد محترم کا قیام قاضی محلہ میں تھا، آپ کی طبیعت ناساز تھی اور ایک رات السر کا درد پیٹ میں ایسا اٹھا کہ رات بھر سو نہ سکے اور اسی حالت میں آپ نے نماز تہجد ادا کی، پھر نماز فجر کے بعد اپنے وظائف میں مشغول ہوگئے، وظیفے کے بعد ان کی طبیعت ہم کو کچھ پر سکون معلوم ہوئی، جب دل کو کسی حد تک اطمینان حاصل ہوا تو میں مدن پورہ غازی ملت حضرت مولانا محبوب علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لیے آیا۔"

اور ساتھ میں یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ اس سے ایک سال پہلے سفر حجاز میں خانوادۂ اشرفیہ کا ایک نورانی قافلہ حج بیت اللہ کی غرض سے کچھوچھہ مقدسہ سے روانہ ہوا اور اس قافلہ میں مریدین و معتقدین بھی شامل تھے اور خصوصیت سے لائق ذکر جو مبارک ہستیاں تھیں، اس میں حضور محدث اعظم مع اپنی اہلیہ یعنی میری خالہ مرحومہ کے ساتھ اور میرے ماموں سرکار کلاں اپنی اہلیہ یعنی میری ممانی کے ساتھ اور خود میرے والد محترم و والدہ محترمہ کے ساتھ اور سید امجد حسین مرحوم میرے عزیز خاص اور بچوں میں صبیح حسین، میرے چھوٹے بھائی سید اشرف حسین اور ہاشمی میاں بھی شامل تھے۔

اس نورانی قافلہ کو بمبئی پہنچانے کے لیے مجاہد دوراں مولانا سید محمد مظفر حسین رحمۃ اللہ علیہ بمبئی آئے، لیکن یہاں ان کے ٹکٹ کا انتظام ہوگیا اور وہ بھی حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوگئے، یہ اس وقت کی بات ہے، جب بمبئی بندرگاہ سے اسلامی و محمدی جہاز روانہ ہوتے تھے، یہ قافلہ بحری جہاز محمدی سے ساحل جدہ کی طرف روانہ ہوا، اور اس سفر میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، اثنائے سفر حجاز میں حضور والد محترم مخدوم ثانی سے حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی قربت رہی اور اس قربت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں مدن پورہ غازی ملت حضرت مولانا محبوب علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے آیا اور ان سے گفتگو کا سلسلہ کافی دراز رہا۔

پھر جب سلام کرکے مسجد سے باہر نکلا، تو کچھ لوگوں نے بتایا کہ حضور مفتی اعظم اپنے کسی مرید کے یہاں تشریف فرما ہیں، ایک شخص کی رہنمائی میں حضرت کی قیام گاہ تک پہنچا، اس وقت اپنے ارادت مندوں کے مجمع سے گھرے ہوئے تھے اور تعویذ لکھنے میں مشغول تھے، میں نے نیاز مندانہ اور عقیدت مندانہ سلام عرض کیا، حضرت نے نگاہ اوپر اٹھائی، مجھے دیکھا، تو فوراً اپنے بازو میں بیٹھا لیا، تعویذ کے مکمل کرنے کے بعد سامنے بیٹھے ہوئے اپنے کسی ایک مرید کو دیا۔

پھر میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ کے والد محترم کا مزاج کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ رات بھر پیٹ میں السر کا شدید درد تھا، بڑی بے چینی رہی، اسی اضطرابی کیفیت کے ساتھ رات گزری، نماز فجر کے بعد تھوڑا سا سکون حاصل ہوا، حضرت والد صاحب کو پر سکون دیکھ کر میں مدن پورہ چلا آیا اور آپ کی تشریف آوری کی خبر مجھے یہاں ملی، آپ سے شرف ملاقات کے لیے حاضر ہوگیا، اتنا سننے کے بعد حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ پھر تعویذ لکھنے میں مشغول ہوگئے، میرا ذہن اس بات کی طرف گیا کہ کسی مرید کے لیے لکھ رہے ہیں، قلم آہستہ آہستہ چل رہا تھا، کافی دیر کے بعد

* مقالہ نگار ممبئی میں مقیم اہل سنت کے مشہور اسلامک اسکالر ہیں۔

ایک تعویذ لکھ کر بڑی خوب صورتی کے ساتھ موڑا، پھر کھلا ہوا تین تعویذ اپنے ہاتھ میں لیا اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ بریلی شریف میں ایک مثل مشہور ہے: ''الٹے بانس بریلی کو۔''

میں حیرت سے حضرت کا چہرہ دیکھ رہا تھا کہ اس جملے کا آخر کیا مطلب ہوسکتا ہے، حضرت کے چہرۂ مبارک پر مسکراہٹ تھی اور اس مسکراہٹ کے عالم میں فرمایا کہ سید کمیل میاں اس کا مطلب کیا سمجھے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور ہی اس کی وضاحت فرمائیں، اس پر آپ نے فرمایا کہ جب باہر سے بریلی میں بانس آتا ہے، تو لوگ کہتے ہیں ''الٹے بانس بریلی کو'' یہ تو خود ہی بانس بریلی ہے، یہاں بانس کی کثرت ہے، یہ کیسے باہر سے آگیا، یہ فرما کر اشارتاً ارشاد فرمایا کہ کچھوچھہ مقدسہ خود ہی روحانیت کا مرکز ہے، وہاں کے بزرگوں کے روحانی فیض کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے، وہاں کی دعا و تعویذ سے لوگ مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

ان حضرات میں سے آپ کے والد محترم بھی ہیں، آج میں ان کی علالت طبع کی بنا پر ان کو تعویذ دے رہا ہوں، حالاں کہ خود ان کی روحانیت کا فیض ہمہ وقت جاری رہتا ہے، اس لیے میری طرف سے ان کو تعویذ دینے کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی، تاہم جس طرح سے ضرورت کے تقاضے کے مطابق بریلی میں بانس کی کثرت ہوتے ہوئے کبھی بانس باہر سے آجاتا ہے، اسی طرح میں آپ کے والد صاحب کے لیے تعویذ بھیج رہا ہوں، پھر فرمایا: یہ تعویذ آپ کے والد محترم کے لیے لکھا ہے، اس میں تین تعویذ پینے کے ہیں اور ایک تعویذ گلے میں باندھنے کے لیے ہے، میرا اسلام عرض کرنا اور یہ تعویذ دے دینا، اب سمجھے ''الٹے بانس بریلی کو۔''

جو کچھ حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں نے بڑے ادب کے ساتھ حضور مخدوم ثانی کی بارگاہ میں عرض کیا اور ساتھ ہی تعویذ بھی پیش کیا اور جب حضور مفتی اعظم کے جملے کو دہرایا، تو اس وقت حضور مخدوم ثانی علیہ الرحمہ کے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار تھے، حضور مفتی اعظم کو دعائیں دیں اور بڑی دیر تک ان کا تذکرۂ جمیل کرتے رہے، پھر ارشاد فرمایا کہ اس تعویذ سے محبت کی بو آتی ہے، اس تعویذ کو حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے خلوص و محبت نے اور زیادہ پر تاثیر بنا دیا ہے، میں حضرت مفتی صاحب کے ارشاد و حکم پر ضرور عمل کروں گا۔

لیکن کسی شخص کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ جب حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اس مثل کے ذریعہ یہ ثابت کرنا تھا کہ جس طرح بانس، بریلی میں نہیں جانا چاہیے، اسی طرح کچھوچھہ مقدسہ کے کسی بزرگ کے لیے تعویذ کی کیا ضرورت؟ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ایک طبیب جسمانی کبھی دوسرے طبیب جسمانی کی مدد کرتا ہے، ٹھیک اسی طرح ایک بزرگ ہستی دوسرے بزرگ کی اپنی دعا و تعویذ سے جسمانی علاج میں مدد کرنے کے علاوہ اپنے خلوص و محبت کا اظہار فرماتا ہے، جس سے باہمی خوش گوار روابط کا ثبوت ملتا ہے، اسی لیے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کسی بزرگ ہستی کے خلاف شان ہو، البتہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل سے یہ احساس ضرور اجاگر ہوا کہ حضرت مخدوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ان کے فرزند یعنی میرے توسط سے تعویذ کا ارسال کرنا [جب کہ وہ دعا و تعویذ میں خود ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے] ان کی کشادہ دلی اور اور خلوص و محبت کا بین ثبوت ہے، بلکہ روشن ثبوت ہے۔ [جہان مفتی اعظم ہند، ص ۲۳۷/۳۸]

گھڑی عطا کردی

مفتی اعظم ہند علما سے بہت ہی شفقت و محبت سے پیش آتے تھے، ایک دفعہ بمبئی تشریف لائے، ایک عالم صاحب بھی ہمراہ تھے، ایک مرید نے سرکار کی خدمت میں ایک قیمتی گھڑی نذر پیش کی، سرکار نے قبول فرما کر اس عالم صاحب کو عنایت کردی، ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی لکھتے ہیں:

''حضرت کے سفر میں ساتھ میں ایک عالم صاحب تھے، بمبئی میں حضرت نے ایک مرید کے یہاں قیام فرمایا، ایک دن اس مرید نے بہت ہی قیمتی جیبی گھڑی نذر کی، حضرت نے وہ گھڑی ان عالم صاحب کو عطا کردی۔'' [مفتی اعظم ہند ص ۹۰]

تصور شیخ نے بدعقیدوں کے چھکے چھڑا دیئے

تصور شیخ کے اس واقعہ کو ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی یوں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مولانا محمد یونس صاحب نوری، جو کہ حضرت [مفتی اعظم] کے مرید ہیں اور بمبئی کی ایک مسجد کے امام اور مدرسے کے مہتمم بھی ہیں، ان سے اس علاقہ کے بدعقیدہ وبدمذہب بہت پرخاش رکھتے ہیں، ایک رات ان لوگوں نے علاقہ کے لوگوں کو لے کر محمد یونس صاحب پر چڑھائی کردی، رات میں آواز دے کر حجرہ کھلوایا، انہوں نے دیکھا، پچاسیوں آدمی ڈنڈے، لاٹھی اور دوسرے اسلحوں سے لیس گھیر کر کھڑے ہوگئے، جس میں علاقے کا غیر مسلم نامی بدمعاش بھی تھا، یہ بہت ہراساں اور خوف زدہ ہوگئے، محلہ کے لوگوں نے یہ رنگ دیکھا تو کوئی اپنے گھر سے نہ نکلا، سوائے ایک عیدن صاحب کے جو کہ علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری کے مرید ہیں۔

بدمذہبوں نے یونس صاحب سے بحث ومباحثہ شروع کردیا اور بولے آج تم کو چھوڑیں گے نہیں، اب یونس صاحب نے حضور مفتی اعظم ہند کا تصور کیا اور تصور جم گیا، تو بے خوف ہوکر بدمعاشوں سے بولے کہ میرا اور ان لوگوں کا مذہبی جھگڑا ہے اور انہوں نے ان بدمعاشوں کو سمجھایا، مفتی اعظم کا کرم کہ وہ بدمعاش یہ کہہ کر چلے گئے کہ یہ مولوی سچا معلوم ہوتا ہے اور تم لوگ جھوٹے، آئندہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا، اب وہ بدمذہب بہت گھبرائے اور ان میں سے کچھ تو چپلیں اور لاٹھیاں تک چھوڑ کر بھاگ گئے، یہ تھا تصور شیخ اور شیخ کا کرم۔'' [مفتی اعظم ہند، ص ۱۸۴: ۱۸۵]

بدعقیدوں کے بچوں نے عمامہ پکڑا اور سچے مسلمان ہوگئے

انجانے میں کمسن بچوں نے بیعت کراتے وقت سرکار کا عمامہ پکڑ لیا اور تاحیات سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہوگئے، بدعقیدہ والدین کے سمجھانے پر بھی ٹس سے مس نہ ہوئے، یہ تھی عمامہ چھو لینے کی برکت اور کرامت، ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی لکھتے ہیں:

''بمبئی وکرولی میں ۱۷/۱۸ سال بعد حضرت تشریف لے گئے تھے، تو کچھ لوگ بیعت ہو رہے تھے، انہیں میں دو بچے بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی حضرت کا عمامہ پکڑ لیا، ان لڑکوں کے والدین اور دوسرے گھر والے بدعقیدہ ہیں، اب وہ لڑکے جوان ہوگئے ہیں، ان کے گھر والوں نے بڑی کوشش کی کہ وہ بھی ان کے ہم عقیدہ ہوجائیں، مگر وہ خود کو سنی بریلوی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو بریلی والے مفتی صاحب کے مرید ہیں، ہمارا عقیدہ ومسلک وہی ہے، جو ان کا ہے، یہاں تک کہ ان لڑکوں نے سنی دیوبندی جھگڑوں میں سنیوں کی حمایت کی اور دیوبندیوں کو نیچا دکھایا، یہ ہے صرف مفتی اعظم ہند کے عمامہ پکڑ لینے کا فیض، ان کے دامن سے وابستہ ہو جانے کمال کہ الحمدللہ! ان کا عقیدہ محفوظ ہے، حضور مفتی اعظم اپنے مریدوں کی ہر طرح حفاظت فرماتے ہیں۔'' [مفتی اعظم ہند ص ۱۸۵]

ممبئی کے مزارات پر مفتی اعظم ہند کی حاضری

رضا اکیڈمی بمبئی کے روح رواں جناب محمد سعید نوری اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں:

''میں حضرت کے ساتھ بمبئی اور بمبئی کے باہر بہت سے مزارات پر حاضر ہوا ہوں، بمبئی میں حضرت بابا بہاء الدین شاہ اصفہانی اور حضرت مخدوم علی مہائمی رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات پر بھی حضرت کے ساتھ حاضری دی ہے، ماہم شریف میں حوض ہے، حوض کے بعد مسجد ہے اور پھر مزار شریف ہے، وضو فرمانے کے بعد مسجد میں قدم رکھنے سے پہلے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حضور یہ مسجد ہے، فرمایا: مسجد کو راستہ بنانا حرام ہے، دوسرے راستے سے مزار شریف پہ حاضری دی، حاضری کا طریقہ یہ ہوا کرتا تھا کہ فاتحہ کے بعد مزار شریف پر پھول پیش کیا کرتے تھے، پھول پیش کرنے کے بعد کچھ دیر کھڑے رہا کرتے تھے، جیسے واپسی کی اجازت لے رہے ہوں، اس کے بعد مزار شریف سے واپس ہوتے تھے۔'' [جہان مفتی اعظم، ص ۸۴۹]

مسجد کا ڈھیلا استعمال کرنے سے پرہیز

جناب سعید نوری آگے لکھتے ہیں:

''حضرت گھر میں تشریف فرما تھے، استنجا کے لیے ڈھیلا طلب فرمایا، والد صاحب اور ان کے دوستوں نے ڈھیلا تلاش کرنا

شروع کیا، میں دوڑ کر مسجد گیا اور وہاں سے ڈھیلا لے کر آ گیا، ابھی یہ لوگ ڈھیلا ڈھونڈ ہی رہے تھے کہ میں اپنے دونوں ہاتھوں میں جو ڈھیلے تھے، وہ دیئے، تو حضرت نے فرمایا: کہاں سے لے آئے؟ میں نے خوشی خوشی بتایا کہ مسجد سے، حضرت نے فرمایا کہ مسجد کا ڈھیلا مسجد سے باہر نہ لانا چاہیے، جاؤ، اسے مسجد میں رکھ آؤ، میں واپس وہ ڈھیلا مسجد میں رکھ آیا۔" [جہان مفتی اعظم، ص ۸۵۰]

جناب سعید نوری صاحب کے برادر منا بھائی لکھتے ہیں:

"حضور مفتی اعظم جب بمبئی تشریف لاتے، تو اکثر ہمارے غریب خانہ پر کرم فرماتے، حضرت کی آمد کی خبر لوگوں میں بہت جلد عام ہو جاتی اور حاجت مندوں کا تانتا بندھ جاتا، صبح سے لے کر رات کے آخری حصے تک لوگوں کو بیعت ہونے، تعویذ لینے، علما و مشائخ ملاقات کے لیے آتے، جس کی وجہ سے حضرت کو آرام نہیں ملتا، میرے والد صاحب نے دروازے پر ایک تختی لگا دی، جس پر حضرت سے ملاقات کے اوقات لکھ دیئے، صبح حضرت کی نظر مبارک اس تختی پر پڑ گئی، آپ نے دست مبارک سے تختی پلٹ دی اور فرمایا کہ یہ تختی کس نے لگائی؟ کسی نے کہا: شفیع بھائی نے، فرمایا: بلائیے، فوراً میرے والد صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت نے فرمایا: یہ تختی نکال دو، خدا کی مخلوق کہاں کہاں سے اپنی پریشانیاں لے کر میرے پاس آتی ہے اور میں نہ ملوں تو انہیں تکلیف ہوگی، آپ میری تکلیف کا خیال نہ کیجیے، یہ ہے شان! میرے شیخ کی۔" [جہان مفتی اعظم، ص ۸۷۳] ■■■

ص ۱۱ رکا بقیہ ....

اور قناعت وسخاوت اور تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کے احسان کو پہچاننا اور لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آنا اور اللہ تعالیٰ پر حسن ظن، حسن خلق و معاشرت صدق اور اخلاق وغیرہ کا عقیدہ رکھنا کہ پس ان کی حقیقتوں اور تعریفوں اور ان اسباب کو جاننا جن سے یہ امور حاصل ہوتے ہیں اور ان کے ثمرات اور ان کی علامات کو پہچاننا اور جوان سے ضعیف ہو اس کے قوی ہو جانے کا علاج اور جو حال جاتا رہا ہو اس کے پیدا کرنے کا طریقہ معلوم کرنا۔ (جاری....◄)

جماعت رضائے مصطفیٰ کے نئے

مرکزی دفتر کا افتتاح

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی قائم کردہ عالمی تحریک جماعت رضائے مصطفےٰ کے جدید ہیڈ آفس کا افتتاح وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے مورخہ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۹ر جولائی ۲۰۱۷ء بروز اتوار بعد نماز مغرب فرمایا، حضرت نے اس مبارک موقع پر جماعت رضائے مصطفےٰ کی کامیابی کے لئے خصوصی دعا فرمائی اور سے منسلک ہوکر اس کے لئے ہر ممکن تعاون کی تلقین فرمائی، جماعت کے مرکزی دفتر کے افتتاح کی اس مبارک تقریب کو شہزادہ حضور تاج الشریعہ علامہ مولانا عسجد رضا خان قادری صاحب قومی صدر جماعت رضائے مصطفےٰ نے خطاب کیا اور جماعت کی تاریخ پر مختصراً روشنی ڈالی۔

اس اہم موقع پر عالی جناب سلمان حسن خاں صاحب قومی نائب صدر نے بتایا کہ ملکی سطح پر ملی اور مذہبی خدمات کی انجام دہی کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے جماعت میں متعدد شعبے قائم کئے گئے ہیں اور ہر شعبہ کا ایک صدر متعین کیا گیا ہے، جس کے لئے چند نہایت ہی مخلص اور ذی استعداد علمائے کرام کا انتخاب عمل میں آ گیا ہے اور مزید کوشش جاری ہے، نیز تنظیم کو ملکی پیمانے پر مستحکم کرنے کے لئے ہندوستان کے ہر صوبہ میں ایک صوبائی صدر کی تعیین کی جارہی ہے جو اپنے اپنے صوبہ میں جماعت کی ضلعی شاخوں کا قیام یقینی بنائیں گے، اس ہدف کو پانے کے لئے کچھ صوبوں کے صدور متعین بھی کئے جا چکے ہیں۔

اس تقریب سعید میں حضرت علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب نائب ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا، مولانا سید محمد عظیم الدین ازہری صاحب صدر شعبۂ دعوت و تبلیغ، مولانا محمد شاکر قادری ازہری صاحب صدر شعبہ ترجمہ و تحقیق، جمیع اسٹاف JRM کے علاوہ دیگر علمائے کرام وعوام اہل سنت نے شرکت کی۔

رپورٹ: قمر غنی عثمانی قادری
خادم جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی شریف

از: مفتی محمد صابر القادری فیضی*

ماہِ ذوالقعدہ کے فضائل و معمولات

ذوالقعدہ شریف، اسلامی سال کا گیارہواں مہینہ ہے، یہ اسلامی سال کا وہ مقدس مہینہ ہے جس میں جنگ وقتال حرام ہے۔

ماہ ذوالقعدہ کی وجہ تسمیہ: ذوالقعدہ کو اس نام سے موسوم کیا گیا، اس لیے کہ یہ قعود سے ماخوذ ہے، جس کے معنی بیٹھنے کے ہیں، اس ماہ کے احترام کے پیش نظر اس ماہ میں اہل عرب ایک دوسرے کی جنگ وقتال سے بیٹھ جاتے ہیں یعنی جنگ کرنے سے باز رہتے ہیں، اس لیے اس کا نام ذوالقعدہ رکھا گیا۔ [روح البیان، ص ۵۵۷]

اس ماہ کے چند مشہور واقعات: ذوالقعدہ کا مہینہ وہ بزرگ ترین مہینہ ہے، جس کو حرمت کا مہینہ فرمایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: منھا اربعۃ حرم۔ یعنی بارہ مہینوں میں چار مہینے حرمت والے ہیں، پہلا حرمت والا مہینہ ذوالقعدہ شریف ہے۔

اشھر الحرام کے فضائل: ذوالقعدہ و ذوالحجہ دونوں ماہ اشہر الحرام سے ہیں، ان کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان دونوں مہینوں میں روزہ رکھنے کا حکم فرمایا، پھر انھیں مہینوں کو ان کی حاجات کی قبولیت اور مناجات کا مرکز بنایا۔ [تفسیر روح البیان ج ۵، ص ۵۷]

احادیث مبارکہ: حدیث شریف میں ہے کہ اشہر الحرام کا ایک روزہ ایک ماہ کے روزوں کے برابر ہے، غیر اشہر الحرام کا ایک روزہ دس روزوں کے برابر ہے۔

جو شخص اشہر الحرام کے جمعرات اور جمعہ، سنیچر کا روزہ رکھتا ہے تو اسے نو سو سال کی عبادت کا ثواب نصیب ہوگا۔

حضرت کعب الاحبار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تمام زمانوں میں اشہر الحرام کے ایام محبوب ہیں۔

نکتہ: عارفین ارشاد فرماتے ہیں کہ چار کے عدد میں ہزاروں حکمتیں پوشیدہ ہیں، مثلاً عرش کے چار پائے ہیں، تو عناصر بھی چار ہیں، اسی طرح ارکان چار اور موسیٰ علیہ السلام کے اعتکاری بھی چار ہیں، یہی راز ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور نفخ روح کا فاصلہ چار جمعات تھا، شکلوں میں بھی سورۃ تربیع اثر انداز ہوتی ہے وہ اعداد ہوں یا اعشار، وہ مات ہوں یا مالوف یعنی سو عدد والے یا ہزار والے، چنانچہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہترین ساتھی چار ہیں اور بہترین سرایا کے عدد چار سو ہیں۔ [ابحاج ۵، ص ۵۷۶]

کعبہ معظمہ کی بنیاد: ذوالقعدہ کی پانچویں تاریخ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ معظمہ کی بنیاد رکھی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا: واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ یعنی جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسماعیل یہ کہتے ہوئے کہ اے رب ہمارے ہم سے قبول کر بے شک تو ہی ہے، سنتا جانتا، اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں، بے شک تو ہی ہے بہت تو بہ قبول کرنے والا مہربان۔ [کنز الایمان، ص ۵، ۳۴]

کیونکہ پہلی مرتبہ کعبہ معظمہ کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی اور بعد طوفان نوح پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر تعمیر فرمائی، یہ تعمیر خاص آپ کے دست مبارک سے ہوئی، اس کے لیے پتھر اٹھا کر لانے کی خدمت وسعادت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو میسر ہوئی، دونوں حضرات نے اس وقت یہ دعا کی کہ یا رب ہماری یہ طاعت و خدمت قبول فرما۔ [تفسیر خزائن العرفان]

حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے نکلنا: حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ماہ ذوالقعدہ کی چودھویں تاریخ کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا تھا، ارشاد ربانی ہے: ان یونس لمن

* مضمون نگار مدرسہ عربیہ رحمانیہ ملن گنج ارریکی کے پرنسپل ہیں۔

المرسلین. اذابق الی الفلک المشحون. فساھم فکان من المدحضین فالتقمہ الحوت وھو ملیم. فلولا انہ من المسبحین. للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون. فنبذنہ بالعراو ھو سقیم. یعنی بے شک یونس علیہ السلام پیغمبروں سے ہیں، جبکہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا تو قرعہ ڈالا تو دھکیلے ہوؤں میں ہوا، پھر اسے مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے کو ملامت کرتا تھا تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا تو ضرور اس کے پیٹ میں رہتا، جس دن تک اٹھائے جائیں گے پھر ہم نے اسے میدان پر ڈال دیا اور وہ بیمار تھا۔ [کنزالایمان، ص ۸۱۱]

تشریح: حضرت ابن عباس اور ابن وہب کا قول ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تھا، اس میں اخیر ہوئی تو آپ ان سے چھپ کر نکل گئے اور آپ نے دریائی سفر کا قصد کیا، کشتی پر سوار ہوئے، دریا کے درمیان میں کشتی ٹھہر گئی اور اس کے ٹھہرنے کا کوئی سبب ظاہر موجود نہ تھا، ملاحوں نے کہا، اس کشتی میں اپنے مولا سے بھاگا ہوا کوئی غلام ہے، قرعہ ڈالنے سے ظاہر ہو جائے گا، قرعہ ڈالا گیا تو آپ کا نام ہی نکلا، تو آپ نے فرمایا کہ میں ہی وہ غلام ہوں اور آپ پانی میں ڈال دیئے گئے، کیونکہ دستور یہی تھا کہ جب تک بھاگا ہوا غلام دریا میں غرق نہ کر دیا جاتا، اس وقت تک کشتی چلتی نہ تھی، کیونکہ نکلنے میں جلدی کی اور قوم سے جدا ہونے میں امر الٰہی کا انتظار نہیں کیا، ذکر الٰہی کی کثرت کرنے والا اور مچھلی کے پیٹ میں لا الہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظٰلمین پڑھنے والا، اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اسی روز یا تین روز یا سات روز یا چالیس روز کے بعد مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے باعث آپ ایسے ضعیف اور نحیف اور نازک ہو گئے تھے، جیسا بچہ پیدائش کے وقت ہوتا ہے، جسم کی کھال نرم ہو گئی تھی اور بدن پر کوئی بال باقی نہ تھا۔ [ایضاً]

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین. ہم نے اس پر کدو کا درخت اگایا۔ [کنزالایمان ص ۸۱۱]

یہ کدو کا درخت ماہ ذوالقعدہ کی سترہ تاریخ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اگایا گیا تھا۔ [عجائب المخلوقات، ص ۳۰۶]

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: وذالنون اذذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ فنادیٰ فی الظلمٰت ان لا الہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظٰلمین فاستجبنا لہ ونجینٰہ من الغم وکذلک ننجی المؤمنین. یعنی ذوالنون کو (یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے، تو اندھیریوں میں پکارا، کوئی معبود نہیں سوا تیرے، پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا، تو تم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات بخشی اور ایسی ہی نجات دیں گے مسلمانوں کو۔ [کنزالایمان، ص ۴۷۷]

ترجمہ وتشریح: حضرت یونس ابن متّی اپنی قوم سے جس نے ان کی دعوت نہ قبول کی تھی اور نصیحت نہ مانی تھی اور کفر پر قائم رہی تھی، آپ نے گمان کیا کہ یہ ہجرت آپ کے لیے جائز ہے کیونکہ اس کا سبب صرف کفر اور اہل کفر کے ساتھ بغض اور اللہ کے لیے غضب کرنا ہے، لیکن آپ نے اس ہجرت میں حکم الٰہی کا انتظار نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں ڈالا، کس قسم کی اندھیریاں تھیں، دریا کی اندھیری، رات کی اندھیری، مچھلی کے پیٹ کی اندھیری، ان اندھیریوں میں حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے اس طرح دعا کی کہ میں اپنی قوم سے قبل تیرا اذن پاکے جدا ہوا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت زدہ بارگاہ الٰہی میں ان کلمات سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور مچھلی کو حکم دیا تو اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے پر پہنچا دیا، مصیبتوں اور تکلیفوں سے جب وہ ہم کو یاد کریں اور دعا کریں۔ [تفسیر خزائن العرفان، ص ۴۷۷]

ذوالقعدہ شریف کے روزے: حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ذوالقعدہ کے مہینے میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ہر ساعت میں ایک حج مقبول اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھنے کا حکم دیتا ہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ ذوالقعدہ کے مہینہ کو بزرگ اور محترم جانو کیونکہ حرمت والے مہینوں میں یہ پہلا مہینہ ہے، نیز

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اس مہینہ میں ایک ساعت کی عبادت ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے اور فرمایا کہ اس مہینے میں پیر کے دن روزہ رکھنا، ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ خطبہ میں حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو: نفلی روزہ میں سب سے افضل واشرف اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماہ ذوالقعدہ کے روزے ہیں، جو شخص اس مہینے میں ایک دن روزہ رکھے گا، ہر ساعت میں اللہ تعالیٰ اس کو ایک حج مقبول کا ثواب عطا فرمائے گا اور جس قدر سانسیں دن بھر میں لے گا، اتنے ہی غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، جو شخص اس مہینے میں ہفتہ کے دن روزہ رکھے گا، اس نے گویا چار لاکھ برس کی عبادت کی، جس نے اتوار کو روزہ رکھا، اس نے گویا چار لاکھ غلام آزاد کئے، جس نے پیر کے دن تروزہ رکھا، اس نے گویا چار لاکھ درہم راہ خدا میں خرچ کئے، جس نے منگل کو روزہ رکھا اس نے گویا چار لاکھ حج مقبول ادا کئے، جس نے بدھ کے روز روزہ رکھا، اس نے گویا بنی اسرائیل کے چار لاکھ انبیا کو کھانا کھلایا، جس نے جمعرات کو روزہ رکھا اس نے گویا چار لاکھ نہریں اور کنویں خدا کے واسطے کھدوائے، جس نے جمعہ کو روزہ رکھا، اس نے چار لاکھ فرشتوں کا ثواب پایا۔ [علم الیقین]

ذوالقعدہ کے نوافل: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ذوالقعدہ کی پہلی رات میں چار رکعت نماز نفل پڑھے اور اس کی ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ۳۳ مرتبہ سورۂ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک ہزار مکان سرخ یاقوت کے بنائے گا اور ہر مکان میں جوہر کے تخت ہوں گے اور ہر تخت کے اوپر ایک حور بیٹھی ہوگی، جس کی پیشانی سورج سے زیادہ روشن اور تابناک ہوگی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص اس مہینہ کی ہر رات میں دو رکعت نماز نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھے تو اس کو ہر رات میں ایک شہید اور ایک حج کا ثواب ملتا ہے، نیز جو شخص اس مہینے میں ہر جمعہ کو چار رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اکیس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے حج اور عمرہ کا ثواب لکھتا ہے اور فرمایا کہ جو شخص پنجشنبہ کے دن ذوالقعدہ کے مہینہ میں سو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اس نے بے انتہا ثواب پایا۔

جو شخص اس مہینے میں کسی روز نماز نفل پڑھے گا یا ذکر الٰہی کرے گا، وہ اس کے لیے ہزار سال کی عبادت سے افضل ہوگا اور گویا اس نے خدا کی راہ میں ستر غلام آزاد ئے اور ستر درہم خیرات کئے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے ذوالقعدہ کی پچیسویں تاریخ کا روزہ رکھا، اس نے گویا ہزار برس تک عبادت الٰہی کی، کیونکہ اسی تاریخ میں خانہ کعبہ کی بنیاد پڑی ہے۔

جو شخص ۲۵ ر ذوالقعدہ کو چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ اخلاص تین بار پڑھے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ بہشت میں سرخ یاقوت کا ایک محل بنائے گا، جس میں ایک سو چوراسی تخت ہوں گے، ہر تخت پر ایک نہایت حسین وجمیل حور جلوہ گر ہوگی، اگر اس کے ناخن کا ایک ٹکڑا زمین پر گرے تو اس کی چمک دمک کے سامنے چاند وسورج مثل کنکر وپتھر کے دیکھائی دیں۔

جو شخص پچیسویں ذوالقعدہ کی رات کو سو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے، اگر وہ شخص اسی رات کو وفات پا جائے تو دنیا سے شہید اٹھے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے تمام چھوٹے بڑے ظاہر وباطن گناہ بخش دے گا اور اس کے لیے بہشت میں پانچ سو برس کی راہ کے عرض وطول میں ایک عالی شان محل تیار فرمائے گا، جس میں ہزار دروازے ہوں گے اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا شراب طہور اس کو پینے کے لیے ملے گا، قال اللہ تعالیٰ وسقاھم ربھم شرابا طھورا۔ [علم الیقین]

علمائے کرام کا ایک قول ہے کہ ساقی کی خدمت انجام دینے والے دس حضرات ہیں:

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام جنہوں نے پتھر سے پانی نکال کر اپنی قوم کو پلایا۔ (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کی ذات سے

سرزمین مکہ سیراب ہوئی۔ (۳) مالک داروغۂ جو دوزخیوں کو زرد آب اور پیپ پلائیں گے۔ (۴) حضور ﷺ جو قیامت میں حوض کوثر کے پانی سے اپنی امت کے پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے۔ (۵) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرہیزگاروں کو حوض کوثر پلائیں گے۔ (۶) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل محبت کو سیراب کریں گے۔ (۷) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زاہدوں کی پیاس بجھائیں گے۔ (۸) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علما کے ساقی ہوں گے۔ (۹) حوران جنت عارفوں کو سیراب کریں گے۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ عزاسمہ اپنے گنہگار بندوں کا ساقی ہوگا۔

یہ وہ گنہگار ہیں جو مرنے سے پہلے توبہ کر لیتے ہیں، کسی عالم سے پوچھا گیا کہ قیامت کے روز خود حق تعالیٰ جو گنہگاروں کا ساقی ہوگا، اس میں کیا حکمت ہے؟ جواب دیا کہ ہر ایک جماعت کو اپنے اعمال نیک پر فخر ہوگا، چنانچہ زاہد اپنے زہد پر، عارف اپنی معرفت پر، علما اپنے علم پر، ناز کریں گے، جب ان کو اللہ تعالیٰ خود اپنی عنایت ورحمت کی شراب کا مزا چکھائے گا تو وہ مست وبےخود ہو جائیں گے، مستی میں طرب بڑھے گی، طرب سے طلب پیدا ہوگی، طلب کی وجہ سے شوق ہوگا اور جب شوق کا غلبہ ہوگا تو پردہ اٹھ جائے گا اور ان کی آنکھوں کے سامنے جلوۂ الٰہی نمودار ہوگا، یہ مرتبے ان لوگوں کے لیے ہیں جو ماہ ذوالقعدہ کی پچیسویں تاریخ میں صدق ویقین سے چار رکعت نماز نفل پڑھیں۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا جو شخص بعد نماز جمعہ چار رکعت نماز نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے، اس کو حج کا ثواب ملے گا اور جو شخص ہر روز رات میں یہ نماز پڑھے، وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف رہتا ہے کہ گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے ذوالقعدہ کی پچیسویں شب کو دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ شریف کے بعد سورۂ اخلاص سات بار پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو درجہ شہادت عطا فرمائے گا اور بے شمار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوں گی۔ [علم الیقین] ■■■

دوحہ قطر میں محفل ایصال ثواب

مورخہ ۲۰ رجولائی ۲۰۱۷ء بروز جمعرات بموقع عرس چہلم فخر ملت فاؤنڈیشن نیپال کی جانب سے سرزمین جزیرۃ العرب دوحہ قطر میں ایصال ثواب محفل منعقد کی گئی، تلاوت قرآن پاک حضرت مولانا محمد رحمت علی رضوی صاحب نے کی اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا گلدستہ حضرت مولانا علاء الدین امن رضوی نے پیش کی پھر حضرت مفتی شعیب نعیمی کی حیات وخدمات پر حضرت مولانا محمد مستقیم رضوی صاحب نے بیان فرمایا، بعدہ حضرت مولانا محمد محبوب رضا قادری صاحب قبلہ کی رقت انگیز دعا پر محفل کا اختتام ہوا، اس موقع شہزادہ حضور فخر نیپال حضرت مولانا محمد فضل یزدانی امجدی، مولانا مختار احمد، مولانا خورشید، مولانا غلام محی الدین، مولانا نصیب اختر امجدی، حافظ محمد اختر رضا امجدی صاحبان ودیگر احباب اہل سنت بڑی تعداد میں تشریف فرما تھے۔

رپورٹ: مولانا احمد حسین قادری
رکن فخر ملت فاؤنڈیشن نیپال (دوحہ قطر)

تحریک آزادی، انگریز نوازی اور مشرکین کی ریشہ دوانیاں

از: غلام مصطفےٰ رضوی*

۱۶۰۰ء میں انگریز ہندوستان آئے، تجارتی تعلق بہانہ تھا، اقتدار نشانہ تھا، سازش ان کی تاریخ کا فسانہ تھی، ان کی سرشت کا حصہ تھی، ابتدا میں انھوں نے بہ ظاہر تجارتی معاملات سے ہی کام رکھا، پھر حکومتی نظام پر نظریں جمائیں، اہم معاملات میں مداخلت شروع کی، انتشار کو بڑھایا، رائی کا پربت بنایا، جسے مغلوں کے خلاف دیکھا، اسے سازش پر ابھارا، اسی پر بس نہ کیا علاقائی حکمرانوں کو بغاوت پر اکسایا، کہتے ہیں کہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے، مغل مسلمان تھے، فرقہ پرست جو خود کو ہندوستانی بھی کہتے تھے، انھیں یہ چبھن تھی کہ مسلمان آئے، جلد ہی کامیاب ہوئے، اسلام آیا، ملک میں چھا گیا، امارت و حکومت کا نظام بھی مسلمانوں کے ہاتھ آیا، ان کی حکمت و دانش نے رعایا کے دل جیت لیے، ان کے انصاف و دیانت نے ذہنوں کو اسلام کی سچائی کے قبول پر آمادہ کیا۔

انگریز کی کامیابی میں ان فرقہ پرستوں کا زیادہ ہاتھ تھا، سازش کا زاویہ پھیلتا گیا، مغل اقتدار کمزور ہوتا گیا، ایک وقت آیا جب غداروں کے سہارے انگریز ملک پر قابض ہو گئے، مغل حکومت کا آخری چراغ بہادر شاہ ظفر کی شکل میں ٹمٹمایا، پھر وہ رنگون میں بجھ گیا، یہاں کے سفید و سیاہ کے انگریز مالک بن بیٹھے، نواب سراج الدولہ اور سلطان ٹیپو شہید عزم محکم کے ساتھ بلاؤں کو پسپا کرنے کے لیے اپنے اپنے عہد میں اٹھے، لیکن غداروں کے سبب اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے، دہلی میں علما و امرا نے مشاورت کی، ایک استفتا تیار کیا گیا، جسے علامہ فضل حق خیرآبادی (رحلت در انڈمان ۱۸۶۱ء) نے مرتب کیا، دہلی کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد ایک تقریر کی، انگریز کے مظالم کے خلاف، اس تقریر نے جذبۂ حریت کو بیدار کر دیا، آزادی کے جذبات تازہ ہو گئے، مسلمانوں کی ۹۰ ہزار سپاہ دہلی میں جمع ہو گئی، دہلی سے آگرہ تک، اودھ سے شاہ جہاں پور تک جذبۂ جنوں خیز پیدا ہو گیا جس کی لہر پورے ملک میں پھیلی، بالآخر ۱۸۵۷ء میں میرٹھ میں ہندوستانی فوج نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کر دی، آزادی کا نقارہ بج چکا تھا، آگرہ، دہلی، میرٹھ، شاہ جہاں پور، روہیل کھنڈ اور لکھنؤ میدان جنگ میں بدل گئے، انگریز دنگ رہ گیا کہ مسلمان سویا تھا، کیسے جاگ گیا؟

جنگ بہ ظاہر ناکام رہی لیکن اس کی چنگاری سلگتی رہی، عہد بہ عہد حریت کی فکر منتقل ہوتی رہی اور ۱۹۴۷ء میں بالآخر ملک آزاد ہوا، انگریز رخصت ہوا لیکن اپنی فکر یہاں چھوڑ گیا، حکومت مسلمانوں سے لیا لیکن اپنے ہم خیالوں کو لوٹا گیا، جو شوشے چھوڑتے رہے، مسلم معاشرے میں پھیلتے گئے، مسلمانوں کے حقوق چھینے گئے، فرقہ وارانہ فسادات کرا کر مسلم کشی کی جاتی رہی، ملک میں دیکھا گیا کہ مسلمان آزادی کے بعد اپنی محنت سے خود کفیل بنتا جا رہا ہے، تنگی کی زندگی جی رہا ہے، تو الزامات کی بارش کی گئی، انگریز نے دنیا میں اسلام کے بڑھتے اثرات سے بوکھلا کر "اسلامی دہشت گردی" کا راگ الاپا، ادھر ہند میں ان کے ہم نوا بھی اسلامی ٹیررزم بولنے لگے، دہشت گردی کا کھیل فرقہ پرست کھیلتے، بدنام مسلمان ہوتے، جس طرح ۱۸۵۷ء میں چند افراد مثل قادیانی خریدے گئے، ان کے ذریعے بارگاہِ رسالت میں گستاخیاں کروائی گئیں اور انھیں کے ذریعے مسلمانوں میں گروہ بندی کی گئی، ایسے ہی "طالبان، لشکر، سپاہ صحابہ، جھنگوی و طالبانِ پاکستان" کو امریکہ نے تیار کیا، جن کا رشتۂ فکر ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے حامیوں سے جا ملتا ہے، انھوں نے اپنے وضع کردہ اصولوں کو اسلام سے منسوب کیا، انگریز

*مضمون نگار نوری مشن مالیگاؤں کے رکن ہیں۔

نے ان کی معاونت کی، روس کے مقابلے میں انھیں ہتھیار دیے، پھر جب ان کا آپس میں اختلاف ہو گیا تو وہی خود ساختہ مجاہدین ''دہشت گرد'' بن گئے، ان کی آڑ میں امریکہ و برطانیہ اور ان کے حواری اسلام کو بدنام کرنے لگے، ہمارے ملک کے فرقہ پرست انھیں کی آواز میں آواز ملانے لگے، اور اس طرح مسلمانوں کو رُسوا کرنے کی مہم چھیڑ دی گئی۔

۱۸۵۷ء میں ہی انگریز نے جان لیا تھا کہ مسلمان کو کمزور کرنا ہے تو مشرکین کو اپنے ساتھ ملا لو اور ہوا بھی یہی، مشرکین کے ایما پر نان کو آپریشن تحریک چلائی گئی، جس کا نتیجہ مسلمانوں کی معاشی و تعلیمی تباہی کی صورت میں برآمد ہوا، راقم نے اپنے ایک غیر مطبوعہ مقالے میں یہ اقتباس لکھا تھا:

ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
ہو بحر میں آزاد وطن صورت ماہی

انگریز نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی، وہ چاہتا تھا کہ مسلمان دوبارہ اقتدار حاصل کرنے کے لائق نہ رہیں، اس نے مسلمانوں کے مقابل ہندوؤں کی مدد کی اس لیے مسلمان دونوں طرف سے سازش کا شکار تھے، ایسے میں تحریک آزادی کی آڑ میں مسلمانوں کی اسلامی شناخت ختم کرنے اور ایمان کو کمزور کرنے کے لیے ایک تحریک چلائی گئی اور ہندوؤں سے ایسے اتحاد و وداد پر زور دیا گیا جس کے نتیجے میں شرکیہ مراسم مسلم سوسائٹی میں داخل ہونے لگے، ۱۹۲۰ء میں گاندھی کے ایما پر تحریک ترک موالات (Non Co-operation) چلائی گئی تاکہ مسلمان انگریزوں کی مخالفت میں اپنی ملازمتیں چھوڑ دیں، امام احمد رضا خاں نے اس کی مخالفت کی اس لیے کہ اسلامی شریعت سے یہ کام غلط تھا، ترک موالات کے نتیجے میں مسلمان معاشی بدحالی کا شکار ہوئے، یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں، بہر حال امام احمد رضا اور ان کے محبین وتلامذہ نیز مسترشدین نے اس تحریک کی عملی طور پر مخالفت کی، علی گڑھ میں تحریک ترک موالات کی مخالفت میں ڈاکٹر ضیاء الدین (وائس چانسلر م ۱۹۴۷ء) مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی اور مولانا سید سلیمان اشرف بہاری (م ۱۹۳۵ء) اور ان کے چند احباب سرگرم عمل رہے، اس تحریک کا طوفان مسلم یونی ورسٹی میں بھی داخل ہوا، ڈاکٹر ضیاء الدین نے امام احمد رضا کی اسلامی فکر کا احترام کرتے ہوئے ترک موالات کی مخالفت کی اور اپنے دانش مندانہ اقدام سے یونی ورسٹی کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کی، حامیانِ ترک موالات کی کم ظرفی پر علی گڑھ کے فارغ نواب مشتاق احمد خاں اپنا مشاہدہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''ان تین چار ہنگاموں کے بعد مسلمان یہ عام طور پر محسوس کرنے لگے کہ انھوں نے جذبات کی رو میں بہہ کر اپنا ہی نقصان کیا، علی گڑھ میں تعلیمی سال کی بربادی ہوئی، نظم و ضبط متاثر ہوا اور اس سارے دور میں بنارس ہندو یونی ورسٹی پر کوئی آنچ نہ آئی۔''

[کاروانِ حیات لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۸۸]

آخر الذکر اقتباس سے مشرکین کی شاطرانہ ذہنیت کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے، انگریز کا اصل دشمن مسلمان تھا، مشرکین پر وہ حد درجہ مہربان تھے، مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی نے لکھا تھا:

''ہندوؤں میں سے صرف وہ مارے گئے جن کے متعلق دشمن و معاند ہونے کا یقین تھا، ادھر نصاریٰ نے ماتحت ہندو رؤسا کو پیغام بھیجا کہ جو شخص بھی (مسلمان) تمہارے علاقہ میں سے گزرے اسے پکڑ لیا جائے۔''

[الثورۃ الہندیہ، ص ۵۱]

مسلمان آزادی کی لڑائی میں اگر خود کفیل ہوتے تو شاید آزادی کے بعد حکومت میں کچھ وقار ضرور حاصل کر لیتے، لیکن ہوا یہ کہ مشرکین سے اتحاد نے مسلمانوں کو کہیں کا نہ چھوڑا، اس دور میں سماجی مصلح اور بے مثال سیاسی تدبر کے مالک امام احمد رضا خاں نے مسلمانوں کو انگریزوں کے ساتھ ساتھ مشرکین سے بھی بچنے کی تلقین کی تھی کہ نہ انگریز تمہارے خیر خواہ ہیں نہ مشرک!

آج ضرورت ہے کہ مسلمان اپنی آنکھیں کھولیں، آزادی کو سات دہائیاں گزر گئیں لیکن مسلمان فرقہ پرستوں کا آج بھی نشانہ بن رہے ہیں اور آزادی سے جینا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ ■■■

(از: مولانا انیس عالم سیوانی*)

مفتی محمد شعیب رضا نعیمی ایک نظر میں

نام: محمد شعیب رضا

والد کا نام: حاجی شفیق احمد متوفی (۱۲/۳/ ۲۰۰۷ء)

تاریخ پیدائش: ۲۷/ اکتوبر ۱۹۷۳ء بمقام: دودھلی، پوسٹ: دودھلی، تھانہ، کرت پور، تحصیل، نجیب آباد، ضلع، بجنور (یوپی)

موجودہ رہائش: فائق انکلیو، بریلی شریف۔

شجرۂ نسب: محمد شعیب رضا بن حاجی شفیق احمد بن شبیر احمد بن نثار احمد

قومیت: شیخ صدیقی

تعلیم و تربیت: ۱۹۹۳ء میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے عالمیت کی ڈگری حاصل کی، مرکزی دار الافتاء بریلی شریف سے حضور تاج الشریعہ، علامہ تحسین رضا خاں اور علامہ قاضی عبد الرحیم بستوی علیہما الرحمہ سے فتویٰ نویسی سیکھی اور سند الافتاء سے نوازے گئے۔

مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۹۹ء میں M.Th. کی ڈگری حاصل کی، ۲۰۱۲ء میں شہادۃ السیر و السلوک دار العلوم المدرسۃ العالیہ گورنمنٹ اورینٹل کالج رامپور سے حاصل کی، ۱۹۹۲ء جامعہ دار السلام مرادآباد سے عربی میں ڈپلوما کورس کیا، ۱۹۹۳ء میں جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب کامل کیا۔

بیعت و اجازت: حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری سے شرف بیعت و اجازت حاصل تھی۔

حج و زیارت: ۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں زیارت حرمین طیبین کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔

اساتذہ: علامہ مفتی محمد ایوب نعیمی، استاذ المعقولات علامہ ہاشم صاحب مرادآبادی وغیرہ

مشغلہ: کتب بینی، و تبلیغی اسفار

رشتۂ ازدواج: ۲۶/ فروری ۲۰۰۳ء کو حضور تاج الشریعہ کی تیسری صاحبزادی قدسیہ بی بی سے نکاح ہوا۔

اولاد امجاد: ایک بیٹا محمد حمزہ رضا، عمر تقریباً ۱۰/ سال، ۲/ بیٹیاں، نوار فاطمہ اور دوسری بیٹی نور بہجت جو ابھی تقریباً ۷/ ماہ کی ہیں۔

برادران: رئیس احمد، ادریس احمد، وارث احمد، خورشید احمد، شعیب رضا، متین احمد، ایک بھائی کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔

بہنیں: کوثر جہاں، کشور جہاں، عشرت جہاں۔

علامہ محمد شعیب رضا نعیمی جماعت اہل سنت کے بے لوث خادم اور مذہب اہل سنت کے وسیع النظر مبلغ تھے، ان کی زندگی کا نصب العین مسلک امام احمد رضا کی ترجمانی کرنا تھا، وہ اپنی تحریر و تقریر اور دعوت و تبلیغ سے لوگوں میں سنیت کی روح پھونکنا چاہتے تھے، انہوں نے مذہب کو بزنس اور تجارت نہیں بنایا، جس نے، جب، جہاں پکارا، چل دیئے، کبھی کسی سے نذرانہ کا مطالبہ نہیں کیا، اگر کہیں کسی نے معمول کے برخلاف زیادہ نذرانہ پیش کیا تو کہتے کہ کہیں غلطی سے تو نہیں دے دیا ہے؟ اتنا نذرانہ تھوڑے ہوتا ہے، ایک مرتبہ ایک پروگرام سے واپس ہو رہے تھے، راستے میں ٹرین میں ٹی ٹی کو پیسہ دینا ہوا، میں نے کہا میں دے دیتا ہوں تو کہنے لگے نہیں پیسہ میں دوں گا، لفافہ کھولا تو اس میں صرف دو ہزار روپے تھے، جبکہ صرف خرچ ہی ۲/ ہزار سے زائد کا تھا، لیکن دینے والوں کو کوسنے کی بجائے فرمایا کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے، لیکن جب دوسروں کو کہیں بھیجتے تو جلسے والوں کو اشارہ کر دیتے۔

ہندوستان کے بہت سے شہر و دیہات ہیں جہاں آپ کے جانے کے سبب سے وہاں کے لوگ مرکز سے وابستہ ہیں، کلکتہ، اڑیسہ، ناسک وغیرہ جہاں حضور تاج الشریعہ کے چاہنے والے حضرت کی تاریخ نہ ہونے کے سبب آپ کے معتمد داماد اور خلیفہ

* مضمون نگار امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ کے ڈائریکٹر ہیں۔

علامہ مفتی محمد شعیب رضا کو بلاتے، مفتی صاحب جاتے، تقریر کرتے، لوگوں کی باتیں سنتے، چاہنے والوں کو دلاسہ دلاتے اور سمجھاتے کہ حضور تاج الشریعہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے مرکز توجہ ہیں، وہ اکیلے کہاں کہاں جاسکتے ہیں، اس طرح لوگوں کو مطمئن کرتے، لوگ بیعت کے لئے خواہش کرتے تو آپ اپنے لئے بیعت نہ کرتے بلکہ حضور تاج الشریعہ کے وکیل کی حیثیت سے تاج الشریعہ کے لئے داخل سلسلہ فرماتے۔

انداز بیان خواہ تقریر ہو یا تحریر نہایت سادہ، صاف ستھرا، جس سے کسی پڑھے لکھے انسان کا تصور ابھر کر آئے، رہنے سہنے، کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں بھی سادگی تھی، کوئی بناؤ سنگار نہ تھا، ہاں! عالمانہ وقار میں کوئی کمی نہ تھی، باتوں میں بردباری، اخلاق میں نرمی اور لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے والے اوصاف کے حامل تھے، کئی دفعہ اس حقیر کی درخواست پہ دور دراز کے سفر کئے، جہاں گئے وہاں کے لوگ ہمیشہ کے لئے ان کے دیوانے ہو گئے، کئی سال پہلے میری گزارش پر اڑیسہ کے شہر جھارسوگڑھ، دوبار تشریف لے گئے، ایک مرتبہ سیوان بہار گئے اور لکھنؤ درگاہ کھمن پیر میں آمد بھی اس حقیر کی درخواست پر ہوتی رہی، کبھی نہ کہا وہاں کیا ملے گا۔

ابھی دو تین سال پہلے کی بات ہے شہر لکھنؤ میں ہمارے ایک مخلص دینی بھائی عزیزم تاج محمد رضوی کی والدہ اور چھوٹے بھائی کا ایک حادثہ میں انتقال ہو گیا، جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ ان کے گھر تعزیت کے لئے پہنچے، دعائیں دی اور صبر کی تلقین کی، فاتحہ چہلم کے موقع پر اہل خانہ کی پریشانی تھی کہ نذرانہ کہاں سے پیش کریں گے اگر انہیں بلائیں، آپ کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ میں خود اپنے طور پر فاتحہ میں شرکت کروں گا، اس پروگرام میں آپ کے علاوہ حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قادری نے بھی شرکت فرمائی تھی، مفتی محمد شعیب رضا صاحب نے فاتحہ چہلم میں ایک زبردست خطاب کیا، جس میں ردوہابیہ کے ساتھ ساتھ نام نہاد صوفیا جو آر ایس ایس کے آلۂ کار بنے ہوئے تھے، ان کا بھی پرزور ردّ کیا، انہیں دنوں میں ہندوستان کے وہابی سعودی عرب کے کسی وظیفہ خور کو امام حرم بنا کر لوگوں کو گمراہ کررہے تھے اور گلی کوچوں میں اس سے نماز پڑھوا کر سنیوں کو بھٹکانے کا کام کررہے تھے، اس وہابی امام حرم کی بھی مفتی صاحب نے خوب خبر گیری فرمائی، ویسے تو آپ سے محبت کرنے والوں کی لمبی فہرست ہے، جہاں ایک طرف حضور تاج الشریعہ سے نسبت کے سبب آپ لوگوں میں محبت اور احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے وہیں اپنے اخلاق کریمانہ اور ذاتی محاسن کے باعث بھی لوگوں میں مقبول تھے۔

ابتدا میں حضور تاج الشریعہ کے اکثر دوروں میں ہندو بیرون ہند ساتھ رہتے تھے، بعد میں حضرت کے حکم پر تنہا سفر کرنے لگے، معاندین نے یہ افواہ پھیلائی کہ حضور تاج الشریعہ اپنے داماد مولانا شعیب رضا سے ناراض ہیں، اس لئے اب وہ حضرت کے ساتھ پروگرام میں نہیں ہوتے، انہوں نے خود بتایا کہ حضرت نے ایک بار فرمایا کہ کب تک میرے ساتھ چلو گے، تم اکیلے دورہ کرو، تاکہ لوگ تمہیں تمہاری وجہ سے پہچانیں، آپ نے کہا حضرت کے حکم کے مطابق میں نے ایسا کیا اور اس سے بہت فائدہ ملا، خود ہی فرمانے لگے کہ حضرت کے ساتھ کئی لوگوں کے جانے سے جلسے والوں پر خواہی نخواہی اضافی بار پڑتا ہے، ناسک اور اس کے اطراف و جوانب میں اکثر آپ دورہ فرماتے، وہاں لوگ آپ کی بڑی قدر کرتے، امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک کے آپ سرپرست تھے، پچھلے دو سالوں سے وہاں تحقیق کا شعبہ بھی آپ نے جاری کرایا تھا، جو الحمدللہ چل رہا ہے۔

ناسک کے برادران جن کی عقیدت قابل دید اور رشک تھی، خاص کر محترم اقبال خطیب، بابا برہان خطیب، محمد مجاہد، توصیف سر، محمد مبین، محمد عابد، صادق سر، حاجی محمد یونس سکریٹری وغیرہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے دیوانہ ہیں۔

مفتی صاحب اب ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن وہ ہم سب کے دلوں میں ہمیشہ رہیں گے، جب جب یاد آتی ہے تو بس دل مسوس کر رہ جاتا ہے، مجھ حقیر کو آپ کی رحلت سے سخت صدمہ پہنچا کہ اولاً تو وہ ہمارے شیخ اور مرشد برحق کے داماد تھے، ثانیاً

ہمارے اوپر بڑے مہربان اور کرم فرماتے تھے، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے ترجمان تھے، سنجیدہ مزاج اور صاحب فہم وبصیرت تھے، اپنی ہر بات مجھ سے بتاتے، بہت سے امور میں مشورہ فرماتے، ایک مرتبہ ایک صاحب نے ازراہ عناد کہا کہ لکھنؤ میں ایک انیس عالم ہیں جو کہتے ہیں کہ میں تاج الشریعہ کا خلیفہ ہوں، مطلب تھا کہ مفتی صاحب کہیں کہ انیس عالم جیسے بہت سے خلیفہ ہیں، لیکن آپ نے فرمایا کہ ہاں ہاں وہ خلیفہ بھی ہیں اور معتمد بھی ہیں، انہیں ہلکا نہ جانئے اور اپنے جلسے کے لئے انہیں مدعو کیجئے اور ان سے مشورہ کر کے جلسہ کیجئے، پھر ان صاحب نے بڑی منت سماجت کر کے دعوت دی اور اس بات کا اظہار کیا کہ ہم ناواقف تھے۔ ع

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

مفتی شعیب رضا کی ضرورت ابھی قوم کو تھی، وہ مرکز کے سچے نمائندہ تھے، ان کی رحلت ہم تمام برادران اہل سنت کے لئے عموماً اور خصوصاً برادران رضویہ کے لئے عظیم حادثہ ہے۔

ضعیفہ ماں، شریک حیات اور ان کے نونہال بچوں کے غموں کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے، اکثر وہ فرماتے کہ محمد حمزہ رضا سلمہ کی والدہ میری بہت سی مشکلوں کو آسان بنا دیتی ہیں، اپنی گھریلوں اور ازدواجی زندگی سے بہت خوش اور مطمئن تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ اور ہی مقدور تھا، گزشتہ محرم الحرام کے موقع پر ناسک پروگرام کے لئے گئے تھے، وہیں طبیعت بگڑی اور بگڑتی چلی گئی، ٹاٹا ہاسپٹل ممبئی، سیفی ہاسپٹل ممبئی، بی ایل کپور دہلی، ودھانتا ہاسپٹل گڑگاواں، رام مورتی ہاسپٹل بریلی میں زیر علاج رہے، سب سے زیادہ پیلیا نے انہیں پریشان کیا، لیور کینسر کی بھی ڈاکٹروں نے تشخیص کی تھی، ساتھ ہی جادو سے بھی متاثر تھے، آپ کی علالت سے حضور تاج الشریعہ کافی صدمے میں تھے، کلکتہ، گونڈہ اور دارالعلوم مخدومیہ رودولی کے پروگرام بھی حضرت نے اسی وجہ سے کینسل فرمائے، مفتی صاحب رمضان شریف سے پہلے حضور تاج الشریعہ کے دولت کدہ پر آگئے تھے، رمضان شریف کے دوسرے عشرہ میں طبیعت بگڑی، رام مورتی ہاسپٹل میں داخل کرایا گیا، لیکن سنبھل نہ سکی، آخری سفر کے لئے بلاوا آچکا تھا، آخر کار ۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱؍جون ۲۰۱۷ء بروز اتوار تقریباً دن کے ۱۱؍بجے جان جان آفریں کے سپرد کر دی، انا للہ وانا الیہ راجعون ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

علالت کے ایام میں آپ سے آپ کے بڑے بھائی محترم خورشید احمد اور برادران ناسک بالخصوص بابا برہان خطیب کے گھر والوں نے عقیدت اور خدمت کا حق ادا کر دیا، جتنی خدمت ان لوگوں نے کی وہ انہیں کا حصہ تھا، خود مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اس حقیر سے اس کا تذکرہ کیا، اللہ تعالیٰ ان سب کو اور جملہ اہل محبت کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

مفتی صاحب قبلہ کی نماز جنازہ آبروئے اسلام وسنیت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ نے ۱۶؍رمضان شریف ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۲؍جون ۲۰۱۷ء بروز پیر صبح لگ بھگ ساڑھے پانچ بجے پڑھائی اور اسی قبرستان میں دفن ہوئے، جہاں حضور تاج الشریعہ کے اجداد اور خاندان کے کئی عالی مرتبت بزرگ جیسے علامہ رضا علی خاں قادری، علامہ مفتی نقی علی خاں قادری اور علامہ حسن رضا خاں قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ ■■■

قارئین کرام

سنی دنیا کا یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں ضرور بتائیں اور اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازیں تاکہ اسے مزید بہتر سے بہتر بنایا جا سکے، نیز جامعۃ الرضا، حضور تاج الشریعہ اور مرکز اہل سنت بریلی شریف کی دینی، علمی اور اصلاحی سرگرمیوں سے باخبر رہنے کے لئے ماہنامہ سنی دنیا کا مطالعہ کرتے رہیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے کر رسالہ کے ممبر بنائیں۔

اگر آپ کو رسالہ نہیں مل رہا ہے تو اپنے ڈاکئے سے رابطہ کریں، کیوں کہ اکثر آڈنری ڈاک کو ڈاکئے اہمیت نہیں دیتے، ایسے میں وہ ڈاک خود نہ پہنچا کر کسی اور کو آپ تک پہنچانے کیلئے دے دیتے ہیں، جس کی وجہ سے رسالہ کبھی آپ کو ملتا ہے کبھی نہیں ملتا یا کبھی کبھی ڈاکخانوں میں ہی پڑا رہ جاتا ہے۔

از: مفتی شمشاد احمد مصباحی٭

ایک متحرک و فعال اور متوازن فکر کے حامل اسلامی اسکالر تھے

مفتی شعیب رضا نعیمی

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

حضرت مفتی شعیب رضا نعیمی قادری علیہ الرحمۃ جماعت اہل سنت کے ابھرتے ہوئے متحرک و فعال عالم دین، متوازن فکر رکھنے والے اسلامی اسکالر، فقہی جزئیات پر گہری نظر رکھنے والے روشن فکر مفتی، بلحاظ موقع و محل سنجیدہ خطاب کرنے والے ایک قادر الکلام خطیب، عربی زبان و ادب پر قدرت رکھنے والے ایک ماہر انشاء پرداز و ادیب اور بد مذہبوں سے بحث و مباحثہ کے دوران اپنی حاضر دماغی اور مضبوط گرفت سے جلد مات دینے والے بے باک متکلم تھے۔ آپ کی پیدائش ۲۷ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کو گاؤں دودھلی، پوسٹ دودھلی، تھانہ کرت پور، تحصیل نجیب آباد، ضلع بجنور میں ہوئی، پرائمری تعلیم درجہ آٹھ تک گجرولہ نجیب آباد میں ہوئی، پھر تحصیل دھام پور بجنور میں عربی فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد بھوج پور ضلع مراد آباد آگئے اور جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم اور جامعہ قادریہ بشیر العلوم بھوجپور میں بالترتیب ثالثہ رابعہ تک تعلیم حاصل کی، متوسطات کے بعد عالمیت، فضیلت کی پوری تعلیم جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں حاصل کی۔

اس وقت جامعہ نعیمیہ میں بڑے بڑے ماہرین فن، علما و فضلا درس دے رہے تھے اور اس کا معیار تعلیم بہت بلند تھا، اسی ماحول میں حضرت مفتی شعیب رضا نعیمی نے مشاہیر علمائے کرام و اساتذۂ فن سے کئی سالوں تک علوم اسلامیہ اور کتب متداولہ کا درس لیا اور ۱۹۹۳ء میں درجہ فضیلت سے اعلیٰ نمبروں کے ساتھ فراغت حاصل کی اور دستار و سند فضیلت سے نوازے گئے، جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے فراغت کے بعد عربی زبان و ادب میں مہارت اور عصری تعلیم کے لئے مرکز الثقافۃ السنیۃ کیرالا، جامعہ نظام الدین اولیا دہلی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھی گئے اور ان اداروں سے بھی اپنی علمی پیاس بجھائی، بلکہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ۲۰۰۰ء میں فرسٹ پوزیشن سے Master of Theology کی ڈگری حاصل کی۔

دوران تعلیم یوپی بورڈ سے مولوی، عالم، فاضل اور جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب، ادیب ماہر، ادیب کامل کے امتحانات بھی دیتے رہے اور اکثر امتحانوں میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی، مدرسہ عالیہ رامپور سے بھی سندیں حاصل کیں، جب زبان و بیان اور علم و استدلال کے اعتبار سے ہر طرح لیس ہو گئے تو قوم و ملت اور مسلک و مذہب کی اعلیٰ خدمت کے لئے میدان عمل میں قدم رکھ دیا اور اپنے علم و حکمت، ذہانت و فطانت، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور تحریر و خطابت سے جلد ہی ملک بھر میں مشہور ہو گئے اور پھر اس وقت ان کی زندگی میں چار چاند لگ گئے، جب حضور تاج الشریعہ جیسی عظیم علمی و روحانی شخصیت کے داماد ہو گئے، پھر اپنی علمی قابلیت اور حضور تاج الشریعہ کے فیض و کرم اور ان کی پاکیزہ نسبت کی بنیاد پر ملک و بیرون ملک میں ہر طرف عزت و وقار اور قدر و منزلت کے ساتھ مدعو کئے جانے لگے اور اکناف عالم میں کامیابیوں کے جھنڈے گاڑنے لگے، یورپ، افریقہ، ایشیا کے بہت سے ممالک میں حضور تاج الشریعہ کے ساتھ بھی گئے اور تنہا جانے کا بھی بار بار موقع ملا اور چونکہ آپ حضور تاج الشریعہ کے خلیفہ و مجاز بھی تھے، اس لئے بیعت و ارشاد اور وعظ و تبلیغ کی غرض سے جرمنی، ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبابوے، سوئٹزرلینڈ، سعودیہ عربیہ، پاکستان وغیرہ ممالک کا بار بار تبلیغی سفر کیا، جیسا کہ آپ کے پاسپورٹ کے صفحات پر لگے

٭مضمون نگار جامعہ احمدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی کے استاذ و مفتی ہیں۔

اسٹامپ سے ظاہر ہے۔

آپ جہاں گئے، جہاں رہے، دین وسنیت کی خدمت کرتے رہے، حرص وہوس، دنیاوی طمع سے خالی ہوکر اخلاص کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مشغول رہے، مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت ہی آپ کی زندگی کا نصب العین تھا اور اس کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا سدباب زندگی کا مطمح نظر، چونکہ اس مسلک مہذب سے آپ کو ایسا والہانہ عشق تھا کہ اس کے خلاف ایک لفظ بھی سننا گوارہ نہ تھا اور شاید اسی لئے زندگی کے آخری ایام تک اعلیٰ حضرت کے ذکر جمیل میں رطب اللسان رہے، شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے ایک عظیم رکن بھی تھے اور سیمینار کو کامیاب وکامران بنانے میں حتی الوسع کوشش کرتے، بلکہ پابندی سے ہر سال سیمینار میں شریک ہوکر اپنی شرعی رائے سے مجلس مذاکرہ کو شادکام فرماتے، اللہ رب العزت نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا، آپ طبعی طور پر متین اور سنجیدہ تھے، بحث ومباحثہ اور گفتگو کے دوران بھی متانت وسنجیدگی کا دامن نہ چھوڑتے، آپ قد وقامت اور شکل وصورت میں بھی حسین وجمیل تھے، گویا حسن سیرت، حسن صورت کا سنگم تھے، ہنس مکھ چہرہ، کشادہ پیشانی، گورا رنگ اور شیریں کلامی سے ہر شخص متاثر ہوتا اور پھر حضور تاج الشریعہ کا داماد مکرم ہونے کے باوجود، تواضع وانکساری، بزرگوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، مہمانوں کی مہمان نوازی، اجنبی لوگوں سے بھی خوش اخلاقی اور کشادہ ظرفی سے بات چیت اور ان کی طرف سے نامناسب حرکت پر صبر وتحمل اور بردباری آپ کی عظمت میں اور اضافہ کر دیتی۔

میں نے بارہا دیکھا کہ جماعتی اختلاف وانتشار کی شدت کے زمانے میں بھی وہ میانہ روی اور اعتدال پسندی کا مظاہرہ کرتے، بلکہ نجی مجلسوں میں بھی اختلافی گفتگو اور مخالف کا تذکرہ کرنے میں شدت پسندی اور سخت کلامی سے پرہیز کرتے، بہت سے مواقع پر علمی مسائل اور دیگر معاملات میں لمبی لمبی گفتگو ان کے ساتھ ہوئی بلکہ کئی جلسوں میں ان کے ساتھ ایک ہی کمرے میں رہنے کا اتفاق ہوا، میں نے ہر جگہ ان کو متواضع، باوقار، بلند اخلاق اور عالم باعمل پایا اور دوران گفتگو یہ محسوس کیا کہ وہ بہت ذہین وفطین، وسیع المطالعہ، حاضر جواب، بالغ نظر اور پر لطف وپر مزاح شخصیت کے مالک تھے مگر افسوس گلشن تاج الشریعہ کا وہ مہکتا ہوا پھول جس کی خوشبو سے ہم لوگوں کی مشام جاں معطر ہو رہی تھی، فکر وفن کا وہ مہر منیر جس کی روشنی سے طالبان علوم نبویہ کے دل روشن ہو رہے تھے، شعور وآگہی کا وہ سرچشمہ جس سے تشنگان علوم اپنی پیاس بجھاتے رہے، ہدایت وتقویٰ کا وہ بلند مینار جس کو دیکھ کر گم گشتگان راہ اپنی منزل کا تعین کرتے، علم وحکمت کا وہ خورشید کامل، جس کے آگے اچھے اچھوں کی نگاہیں خیرہ ہو جاتیں، ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱ جون ۲۰۱۷ء بروز اتوار تقریباً ۱۲ بجے دن میں سب کو داغ مفارقت دے کر ہمیشہ ہمیش کے لئے غروب ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

■■■

از: مفتی راحت خاں قادری*

مفتی شعیب رضا نعیمی کی کچھ علمی یادیں

حضرت علامہ مفتی شعیب رضا نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ نے گوناگوں خصوصیات و کمالات سے نوازا تھا، دور حاضر کے نوجوان علما میں ان کا ایک منفرد اور نمایاں مقام تھا، علوم و فنون کے ماہر، لائق و فائق خطیب، عربی کے عمدہ ادیب، فقہ و افتا سے شغف رکھنے والے، گفتگو میں شرافت و ذکاوت، لہجے میں حلاوت و لطافت، شخصیت میں جاذبیت و مقناطیسیت۔ ؎

جس کی سانسوں سے مہکتے تھے در و بام ترے
اے مکاں بول کہاں اب وہ مکیں رہتا ہے

آپ ۲۷ ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کو موضع دود ھلہ، پوسٹ دود ھلی، تھانہ کرت پور، تحصیل نجیب آباد، ضلع بجنور، اتر پردیش میں پیدا ہوئے، مجر ولہ نجیب آباد میں پرائمری سے درجہ آٹھ تک، تحصیل دھام پور بجنور میں عربی فارسی کی ابتدائی کتابیں، پھر بھوجپور ضلع مرادآباد میں رابعہ تک تعلیم حاصل کی، اس کے بعد جامعہ صدر الافاضل جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں درجہ فضیلت تک تعلیم مکمل فرمائی اور ۱۹۹۳ء میں اعلیٰ نمبروں سے فراغت حاصل کی، اس کے علاوہ مرکز الثقافۃ السنیہ کیرالا، جامعہ نظام الدین اولیا دہلی اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بھی تعلیم حاصل کی اس کے بعد دین وسنیت کی خدمات کے لیے ہندوستان کی راجدھانی دہلی، سبھاش وہار نارتھ گھونڈا میں ”اسلامی مرکز“ نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا۔

مفتی صاحب قدس سرہ سے میری کچھ ملاقاتیں تھیں، آپ مجھ پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے اور میں جب بوقت ضرورت حضرت سے کوئی مشورہ کرتا تو مجھ کو اپنائیت کے ساتھ اپنے مفید مشوروں سے نوازتے تھے، ٹیلی گرام پر ہمارا ایک گروپ ہے، (جس کا بنیادی مقصد دین وسنیت کی نشر و اشاعت اور سنیت کے خلاف سازشیں کرنے والوں کے فتنوں کو ناکام کرنے کے لیے بروقت کوئی لائحہ عمل تیار کرنا ہے) حضرت مفتی صاحب قدس سرہ بھی ہمارے اس گروپ کا ایک اہم ستون تھے، آج اگرچہ وہ ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن وہ تحریریں جو حضرت نے مختلف اوقات میں لکھ کر احباب کے ساتھ شیئر کی ہیں، ابھی بھی ٹیلیگرام پر موجود ہیں، ان کی تحریروں میں آخرت کی فکر، علمی نکات، متصوفانہ مزاج، تحقیقی کلام، خود اعتمادی، حسن اخلاق، سنیوں سے ہمدردی وغیرہ بہت سی خوبیاں نمایاں ہیں، لہٰذا ان کی مختلف مواقع کی شیئر کردہ بعض تحریروں کو افادۂ عام کے لیے ذکر کیا جاتا ہے۔

۲۲ ر دسمبر ۲۰۱۶ء کو حضرت سے نہایت ہی مختصر ملاقات ہوئی علالت طبع کے باوجود نہایت ہی خوش مزاجی سے پیش آئے، خیریت معلوم کی، دریافت کرنے پر اپنی بھی طبیعت ٹھیک بتائی، میں نے کچھ کتابیں پیش کیں، ان کو لے کر کاشانۂ حضور تاج الشریعہ میں تشریف لے گئے اور دوسرے دن پر محبت بھرا پیغام ارسال فرمایا:

”سلام مسنون!
عزیزم فاضل گرامی قدر مولانا راحت خان صاحب! علالت طبع کی وجہ سے آپ سے کوئی گفتگو نہ کرسکا لیکن آپ کا دیا ہوا سارا لٹریچر پڑھ لیا۔“

۲۳ ر دسمبر ۲۰۱۶ء کو مرحوم مولانا منیف رضا بریلوی کی علالت کی خبر سن کر ان کے لیے ان الفاظ میں دعا فرمائی:

”اللہ تعالیٰ مولانا منیف رضا کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔“

۲۶ ر دسمبر ۲۰۱۶ء کو اپنے لیے دعائے صحت کی ان محبت بھرے الفاظ میں گزارش فرمائی:

”اہل عشق و محبت کے لئے امام اہل سنت، شہید عشق و محبت

* مضمون نگار دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف کے بانی و ناظم ہیں۔

کا ایک شعر نذر کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ اس شعر کو عشق و محبت سے پڑھ کر پیارے آقا، داتا طبیب روحانی وجسمانی سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرے لئے استغاثہ کریں کہ اللہ مجھے صحت کامل وعاجل عطا فرمائے:

تم نے تو لاکھوں کو جانیں پھیر دیں
ایسا کتنا رکھتے ہیں آزار ہم

امام بوصیری سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ
او یرجع الجار منہ غیر محترم

دعا کی گزارش کے لیے یہ کتنا منفرد اور انوکھا انداز اختیار کیا کہ ایسا لگتا ہے کہ ہر ایک لفظ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت خوشبو سے سرشار ہے۔

۲۷؍دسمبر ۲۰۱۶ء کو مولانا منیف رضا بن حضرت علامہ حنیف خاں رضوی بریلوی بانی امام احمد رضا اکیڈمی، وصدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کی رحلت کی خبر پڑھ کر یہ تعزیتی کلمات تحریر فرمائے:

”یہ خبر وحشت اثر پڑھ کر استرجاع پڑھا اور مرحوم ومغفور مولانا منیف رضا کے لئے دعائے مغفرت کی اور اللہ تعالیٰ حضرت علامہ محمد حنیف صاحب کو اور ان کی اہلیہ محترمہ واعزا واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔“

۲؍جنوری ۲۰۱۷ء کو ان الفاظ میں ایک خوش خبری دی:

”خوشخبری! ۳۰؍دسمبر ۲۰۱۶ء جمعہ گزر کر رات تقریباً دس بجے حضور تاج الشریعہ کے دولت کدہ پر ۹؍دیوبندی مولویوں کو فقیر قادری محمد شعیب رضا نے توبہ کرائی، ان کو کلمہ پڑھایا اور دیوبندیوں کے عقائد کفریہ سے توبہ کرائی اور سب کو وکالتاً حضور تاج الشریعہ کے لئے بیعت کیا، دیوبندیوں کے طواغیت اربعہ کی کفریہ عبارتیں ان لوگوں کو بتائیں، انہوں نے اس سے توبہ کی نیز اعلیٰ حضرت کے علم وفضل کے بارے میں بتایا، بالخصوص فن حدیث کے سلسلہ میں میں نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت اپنے وقت کے امام بخاری تھے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ ان کو استقامت عطا فرمائے اور مجھے شفائے عاجل کلی عطا فرمائے اور اس کام کو میرے لئے توشہ آخرت بنائے آمین۔“

۳؍جنوری ۲۰۱۷ء کو حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رضوی نعیمی مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی نے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ سے ملاقات کر کے یہ تاثر پیش فرمایا:

”آج صبح ۹ بجے حضرت مفتی شعیب رضا نعیمی حفظہ اللہ سے دہلی میں واقع گھر میں ملاقات کی، دیکھ کر طبیعت بوجھل ہوئی، آپ ایک دم کمزور ہو گیے ہیں، مگر اللہ کا بڑا فضل ہے کہ آپ لگاتار روبہ صحت ہیں اور ڈاکٹری رپورٹیں مسلسل امید افزا آرہی ہیں، امید ہے جلد ہی حضرت مکمل صحت یاب ہو کر پھر سے دین وسنیت کا کام کر سکیں، بڑی خوشی کی بات یہ ہے، اس وقت بھی حضرت مذہبی گفتگو اور تحقیقی بات چیت میں بڑی دلچسپی سے حصہ لے رہے ہیں، ملکی وملی امور پر بھی نگاہ ہے، یہ سب بلا شبہ اللہ کا فضل اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایتیں ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کو جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

غلام مصطفیٰ نعیمی“

اس کے بعد ۵؍جنوری ۲۰۱۷ء کو مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اس کا جواب ان الفاظ میں تحریر فرمایا:

”گرامی وقار حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی صاحب ۳؍جنوری صبح میں ملاقات کے لیے تشریف لائے اللہ ان اور ہم سب کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بنائے آمین۔

مولانا ممدوح نے کرم فرمائی کی اللہ تمام اہلسنت کو صحت و عافیت سے رکھے، دیر تک میری طبیعت کے بارے میں پوچھتے رہے اور احباب کی کرم فرمائیوں اور دعاؤں کا ذکر کرتے رہے، دوران گفتگو مولانا موصوف نے عجیب وغریب حالات کا انکشاف کیا، جن کا سدباب نہایت ضروری ہے اور یہ ہماری شرعی ذمہ داری ہے، مولانا نے موڈرن مودی تصوف کی حامل تنظیم کے ایک لیکھک ممبر کا ذکر کیا وہ اردو وہندی اخبارات کے لئے کچھ لکھتے ہیں اور

انگریزی اخبارات کے لیے کچھ لکھتے ہیں، یہی ان کے موڈرن مودی تصوف کی پہچان ہے۔"

۵ رجنوری ۲۰۱۷ء کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

"جنت تو مفت میں مل جائے گی لیکن
عشق نبی میں وارفتہ رہنا ضروری ہے

دوا مخور شہد نوش و مزدہ نیوش
بیا مریض بدار الشفاء آل رسول

آنکہ گویند اولیاء راہست قدرت ازالہ
باز گردانند تیر از نیم راہ اینایاں توئی

شاہ عالم بمن ناکس ناداں معددے
زینت عرش بریں سید ذیشاں مددے

رحم فرما بمن زار و پریشان مددے
غوث اعظم شہ دیں افسر شاہاں مددے

منبع فیض وکرم فیض رسان عالم
نظر مہر بمن مرشد دوراں مددے

در دو عالم بکے غیر ندارم کارے
لطف فرما بمن خوار و پریشاں مددے

دورم از منزل مقصود نمی یابم راہ
جلوہ فرما بمن اے خضر بیاباں مددے

من ناچیز سراسیمہ پریشاں حالم
خضر دریائے کرم سوئے غریباں مددے

من سیہ کارم وحیرت زدۂ کار خودم
والی ملک جناں مہر درخشاں مددے

شرمسارم زتبہ کاری خود در ظلمت
ماہ تاباں مددے مہر درخشاں مددے

قبلہ وکعبہ وسلطان دو عالم ہستی
رحم کن بہر خدا خاصہ رحمٰن مددے

انتظار نظر تست من نوری را
شاہ عالم مددے حاکم دوراں مددے

اعتماد کرم تست من نوری را
اے خدا جوئے خدا بین وخدا داں مددے

یہ کلام بلاغت نظام رشحۂ خامۂ عنبریں شمامۂ اقدس حضرت جلیل البرکت نور العارفین سلالۃ الواصلین حضور پرنور سیدنا وسندنا و مولانا مولوی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

ہم آپ حضرات کی خدمت میں جلد ہی امام اہل سنت کا فارسی کلام پیش کریں گے جو آج تک حدائق بخشش میں نہیں چھپا ہے۔"

اس کے بعد آپ نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہ کا یہ نایاب کلام ارسال فرما کر ہم لوگوں کو شادکام فرمایا:

"کلام الامام امام الکلام غیر مطبوعہ ہے، جسے ہم نے اہل سنت کی آواز جلد سوم حصہ چہارم صفحہ ۱۳۱ر سے لیا ہے، یہ مبارک رسالہ حضرت عظیم البرکت مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب کی سرپرستی میں شائع ہوا ہے اور رسالہ کے مرتب حضرت اقدس سیدنا وسندنا ومولانا آل مصطفےٰ سید میاں قادری ہیں۔

وحدت عیاں زجلوہ شان محمد است
توحید کشف راز نہاں محمد است

دانی کہ چیست رونق تصویر کائنات
حق جلوہ گر زنام ونشان محمد است

آں جان جاں کہ پردہ ز روحانیاں گرفت
جان محمد است وجہان محمد است

تنویر علم غیب بہر جوہرے کجا
ایں شب چراغ گوہر کان محمد است

حرفیکہ جز خدائے نگوید حدیث اوست
قرآں اگر تمام زبان محمد است

صید مشیت اندر رضا بندگان عشق
تقدیر او کے زکمان محمد است"

۶ رفروری ۲۰۱۷ء کو یہ لکھ کر ارسال فرمایا:

""السلام علیکم! اللہ جملہ اہلسنت کو بخیر وعافیت رکھے، آمین۔
آج رات ان شاء اللہ ہم حضور سرکار نور مرشد مفتی اعظم کا عربی، فارسی کلام پیش کریں۔""

پھر رات کو اہل سنت کی آواز کے کئی صفحات ارسال فرمائے، جن میں تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خاں قادری قدس سرہ کے عربی وفارسی کلام ہیں اور ان صفحات کے آخری مضمون کا عنوان ""برکات خاندان کے برکات"" کے نام سے ""قوالی"" کے متعلق تاج العلما حضرت سیدنا شاہ محمد میاں قادری برکاتی مارہروی قدس سرہ کا تحریر فرمودہ ہے، اس پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں:

""یہ مضمون ان حضرات کے لئے عبرت ہے جو قوالی کے جواز کی راہیں پیدا کررہے ہیں، ہمارے ان مشائخ شریعت و طریقت کی تحریرات کو دیکھیں:

میں محمد میاں کے ساتھ ہوں
تو بتا تو کس کے ساتھ ہے""

تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال کی ترتیب و تخریج کا کام ناچیز راقم السطور نے کیا ہے، لیکن ابھی اس کے بعض مقامات مجھ سے حل نہ ہو سکے، ایک دن ۶؍ فروری ۲۰۱۷ء کو ایک عبارت کی تخریج کے سلسلے میں احباب سے گفتگو چل رہی تھی، میں نے احباب سے عرض کیا:

""شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کی تصنیف ""رجوم الشیاطین"" کی اشد ضرورت ہے، اہل علم تعاون فرمائیں۔""

محب گرامی قدر میثم بھائی لاہور پاکستان نے سوال کیا:

""اس کا تذکرہ کہاں پڑھا آپ نے؟""

حضرت علامہ مفتی محمد ذوالفقار نعیمی صاحب، نوری دارالافتا، کاشی پور، اترا کھنڈ نے ارشاد فرمایا:

""اس نام کی کوئی کتاب حضرت کے حوالے سے نظر سے نہیں گزری، اس کا ذکر جہاں ہے، وہاں مزید غور کرلیا جائے یہ (اس نام سے) کتاب کسی سنی عالم نے شیعہ کتاب کے جواب میں لکھی تھی۔""

محب گرامی قدر میثم بھائی لاہور پاکستان نے ان الفاظ میں ان کی توثیق فرمائی:

""جی مجھے بھی حیرت ہوئی ہے رجوم المذنبین شہاب ثاقب از حسین مدنی ٹانڈوی کی کتاب کا نام ہے رجوم الشیاطین نام کی حضرت شاہ صاحب کی کتاب پہلی بار سنی۔""

حضرت علامہ مفتی محمد ذوالفقار نعیمی صاحب، نوری دارالافتا، کاشی پور، اترا کھنڈ نے مزید ارشاد فرمایا:

""رجوم الشیاطین نام کی کئی کتابیں دیکھی ہیں مگر شاہ صاحب کی کبھی نہیں دیکھی۔""

بہر حال اس سے متعلق لمبی گفتگو ہوجانے کے بعد حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے محبت بھرے انداز میں یہ رہنمائی فرمائی:

""محترم حضرات محققین! زادکم اللہ شرفا ومجدا وعلما ""تنبیہ الجہال"" نامی کتاب حافظ بخش آنولوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نام سے منسوب کتاب ہے، اس میں رجوم الشیاطین نامی کتاب کا حوالہ مندرج ہے، یقیناً یہ کتاب ضرور موجود ہوگی، اگر چہ اس وقت نایاب ہوگئی ہو، تلاش جاری رکھی جائے ضرور ملے گی، ممکن ہے کہ رضا لائبریری رامپور یا خدا بخش لائبریری پٹنہ بہار یا صولت لائبریری رامپور یا فتحپوری مسجد دہلی میں موجود ہو، علامہ سید شاہد علی رامپوری سے رابطہ کیا جائے وہ ضرور نشان دہی فرمائیں گے۔""

راقم السطور نے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی نشان دہی پر حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رامپوری دام ظلہ سے رابطہ کیا، حضرت نے بھی فرمایا کہ نہ ملنا اس بات کی دلیل نہیں کہ شاہ صاحب کی اس نام سے کوئی کتاب ہی نہیں، تلاش وجستجو جاری رکھیے کہیں سے ان شاء اللہ مل جائے گی۔

۱۴؍ فروری ۲۰۱۷ء کو حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کے ""تاج الشریعہ"" لقب پر کسی کی طرف سے اعتراض سنا معترض نے یہ کہا تھا کہ کسی کے لیے بھی تاج الشریعہ کا لقب استعمال کرنا

درست نہیں ہے تب آپ نے یوں لکھا:

''بھائی کیا بتائیں؟ کسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار و غیب داں، شفیع عاصیاں ہونے پر اعتراض ہے تو کسی کو غوث اعظم کی غوثیت عظمیٰ پر اعتراض ہے تو کسی کو غوث پاک کی افضلیت پر اعتراض ہے، کسی کو اس پر اعتراض ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علامہ عبدالقادر بدایونی رحمہ اللہ کو تاج الفحول کہہ دیا، معترضین کو اعتراض ہے کہ یہ درست نہیں اور محبین کو اپنے ممدوحین کو القابات سے یاد کرنے کی لذت سے مشغولیت ہے، بہر حال اہل حق اور باطل کے درمیان معرکہ چلتا رہے گا اور اہل حق اپنے ممدوحین کو معلّی القابات سے یاد کر کے فتح علم بلند کرتے رہیں گے اور ان معترضین کا حال بالکل ان گستاخوں کی طرح ہے کہ انبیا و اولیا کے لئے ہم فضائل بیان کریں تو شرک و کفر کے فتاویٰ سیاسی پارٹیوں کے پمفلیٹ لفلیٹ اور بینر و ہولڈنگ کی طرح گلی کوچوں سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں اور وہی فضائل ان کے اپنوں کے لیے عین ایمان ہیں، یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ لفظ تاج الشریعہ حضور ازہری میاں کے لئے حرام اور کیا کیا ہو جاتا ہے اور جب وہ ہی لفظ صدر الشریعہ اوّل کے لیے مستعمل ہوتا ہے تو منہ بند ہو جاتا ہے، اب آپ غور کریں کہ اللہ کے ایک نیک بندے سے عداوت ان کو کہاں لے جا کر ذلیل کرتی ہے، اب ہم ان سے معترضین کے طور پر پوچھنا چاہتے ہیں، اس فقیہ کے بارے آپ کا کیا خیال ہے؟ جس نے ان کو لقب دیا، ان کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور جو علما ان کو اس لقب سے یاد کرتے رہے ان کے لئے آپ کا شرعی نظریہ کیا ہے؟ اور جو حضرات اس کتاب مستطاب کو چھاپ رہے ہیں، ان کے بارے میں آپ کا فتویٰ کیا ہوگا؟ کچھ سالوں سے شرح وقایہ مبارکپور سے چھپ رہی ہے چھاپنے والی ٹیم پر آپ کا کیا حکم ہوگا؟''

۵ر مارچ کو یہ تحریر فرمایا:

''سیدی سرکار مفتی اعظم کے سیکڑوں خلفا ہیں مگر ان سب میں حضرت حاجی مبین الدین امروہوی قبلہ کی شان بہت ہی نرالی تھی، حاجی صاحب قبلہ اپنی ذات میں سیرت مصطفوی کا آئینہ تھے، حضور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ آپ بہت بڑے عالم تھے مگر غرور علم نہ تھا، آپ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ اپنے ہاتھ سے کتابوں کی جلد باندھتے تھے۔

جامعہ نعیمیہ کے مہتمم علامہ یامین صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ حاجی صاحب قبلہ تہجد گزار تھے، میں نے جاڑوں کے موسم میں چاہا کہ حاجی صاحب کو گرم پانی دیدوں مگر جب بھی میں گرم پانی لے کر حاضر ہوا تو دیکھا حاجی صاحب قبلہ وضو کر چکے ہیں، اللہ اکبر! کیا شان ہے اللہ والوں کی، بس یہی کہنا پڑتا ہے من کان للہ کان اللہ لہ''۔

۲ر اپریل ۲۰۱۷ء عمل کی ترغیب دینے والا یہ جملہ تحریر فرمایا:

''اگلے زمانے کے لوگ خود عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور ہم لوگ عمل کرانے کی کوشش کرتے ہیں''۔

علم و عمل اور فکر و فن کا یہ چمکتا، دمکتا، درخشاں سورج ۱۵ر رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱ر جون ۲۰۱۷ء بروز اتوار تقریباً ۱۲ر بجے دن کو ہمیشہ ہمیش کے لیے غروب ہو گیا انا للہ وانا الیہ رجعون۔

آخری اوقات کے چند اہم مناظر

سوشل میڈیا واٹس ایپ، ٹیلی گرام، فیس بوک اور ٹیوٹر وغیرہ پر روزانہ پیغامات آتے ہی رہتے ہیں لیکن اچانک آج ۱۵ر رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱ر جون ۲۰۱۷ء بروز پیر کو عاشق حضور تاج الشریعہ، محترم جناب قمر غنی عثمانی صاحب کا ایک پیغام آیا:

''بڑے افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جا رہی ہے کہ آج ۱۱ر جون کو دوپہر تقریباً ۱۲ر بجے داماد حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی شعیب رضا نعیمی صاحب قبلہ کا بریلی شریف میں انتقال ہو گیا ہے، آپ حضرات دعائے مغفرت کریں، تدفین کے وقت کا اعلان جلد کیا جائے گا''۔

اس خبر کو پڑھ کر بے اختیار آنکھیں برسنے لگیں، دل بے چین ہو گیا، احباب کو اس جانکاہ خبر کو بتایا جس نے سنا، اس نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا، ناچیز راقم السطور نے اپنی مسجد میں قرآن خوانی وغیرہ کا اہتمام کر کے حضرت کے لیے ایصال ثواب کیا

اور لوگوں کو حضرت کی زندگی سے روشناس کرایا۔ ؎

کبھی خود پہ کبھی حالات پہ رونا آیا
بات نکلی تو ہر اک بات پہ رونا آیا

حضرت علامہ مفتی شعیب رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً ایک سال سے علیل تھے، کئی بار ان کے مرض نے شدت اختیار کی جس کی وجہ سے حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی اختر رضا خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ کے کئی پروگرام اور دیگر ممالک کے دورے رد ہوئے مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے ملک اور بیرون ملک لوگوں نے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ دعائیں کیں، کئی بار ان کی طبیعت میں سدھار اور افاقہ کی خبریں آئیں، ابھی چند دن پہلے شعبان کے آخری عشرہ اور رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کے کچھ ایام راقم السطور کو دیار محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی، ایک عالم دین کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضۂ مبارک کے سامنے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں رو رو کر دعا کرتے ہوئے دیکھا، ہمراہیوں کے ساتھ ناچیز نے بھی دعائیں کیں، بریلی شریف واپسی پر حضرت کی خیریت معلوم کی تو پتا چلا کہ طبیعت پہلے سے ابھی ٹھیک ہے۔

۱۳ر رمضان المبارک کو سحری کے وقت اچانک ۳ر بجے حضرت مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت پھر بگڑ گئی، فوراً شہزادۂ حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ عسجد رضا خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ، محترم جناب قمر غنی عثمانی صاحب، مولانا عابد صاحب، جناب بختیار بھائی اور مفتی صاحب کے بھائی وغیرہ ضلع بریلی شریف بھوجی پورہ کے ایک مشہور ہاسپٹل لے گئے، وہاں ایمرجنسی وارڈ میں بھرتی کرایا، کچھ دیر کے بعد طبیعت میں سدھار ہو گیا اور حضرت کو دوسرے وارڈ میں منتقل کر دیا گیا، لیکن یہ طبیعت کا سدھار زیادہ دیر تک باقی نہیں رہا، ۱۴ر ویں رمضان المبارک کو پھر حضرت کو ایمرجنسی وارڈ میں داخل کرنا پڑا اور اب برابر طبیعت بگڑتی ہی چلی گئی، یہاں تک کہ ۱۵ر رمضان المبارک کو تقریباً ۱۲ر بارہ بجے دن کو ہمیشہ کے لیے اس فانی دنیا کو الوداع کر کے ہم سے ہمیشہ ہمیش کے لیے رخصت ہو کر ہم سب کو سوگوار حالت میں چھوڑ گئے، إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

آنکھ سے دور سہی دل سے کہاں جائے گا
جانے والے تو ہمیں یاد بہت آئے گا

ملک اور بیرون ملک ان کے سانحۂ ارتحال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی، اہل سنت وجماعت کی فضا مغموم تھی، ہر ایک کی زبان پر ان کے تذکرے تھے، کوئی ان سے زمانۂ طالب علمی کی دوستانہ یادوں کو بیان کر رہا تھا، کوئی ان کے احسانات کا تذکرہ کر رہا تھا، کوئی ان کی دینی خدمات کے اعتراف میں لگا ہوا تھا، سوشل میڈیا پر تعزیت نامے بھی عام ہو رہے تھے، اسی ماحول میں ناچیز راقم السطور حضرت کے آخری دیدار کے لیے کاشانۂ مرشد کی طرف اس نیت سے چلا کہ جنت کے اس مسافر کا دیدار کروں جس کو اللہ تعالیٰ نے موت کے لیے رمضان المقدس کا مبارک دن، شہر عشق ومحبت بریلی شریف کی زمین اور مرشد کا دیار عطا فرمایا، احباب کے ہمراہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی گلیوں میں داخل ہوتا ہوں، یہاں آنا کوئی آج نیا نہیں تھا، یہاں تو ہر دوسرے تیسرے دن حاضری ہوتی ہی رہتی ہے، لیکن آج ماحول بدلا ہوا تھا، چاروں طرف خاموشیاں اور غم کا ماحول تھا، کاشانۂ مرشد پر سب سے پہلے محترم سید کیفی بریلوی صاحب سے ملاقات ہوتی ہے، وہ غم بھرے لہجے میں سلام کا جواب دیتے ہیں، ان سے دیدار کا عریضہ پیش کرتا ہوں، وہ وہاں تک پہنچا دیتے ہیں اندر علما وعوام پہلے سے ہی کھڑے ہو کر دیدار میں مصروف تھے جو تلاوت قرآن اور اوراد وظائف کا ورد کر رہے تھے، ناچیز بھی انہیں کے ساتھ شامل ہو گیا۔

جب چہرۂ مبارک دیکھا تو دل سے آواز آئی کہ یہ اللہ کا مقبول بندہ ہے چہرے پر نورانیت ہوٹوں پر مسکراہٹ لگ رہی تھی، آنکھیں اس طرح بند تھیں گویا ابھی کھول دیں گے، ان کی خاموشی گویا کہ یہ کہہ رہی تھی:

میری خاموشیوں میں لرزاں ہے
میرے نالوں کی گم شدہ آواز

مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آج خاموش ملاقات تو ہوگئی تھی لیکن دل روکر یہ صدا دے رہا تھا کہ اب مفتی صاحب کو یاد کرکے یہ کہنا پڑا کرے گا:

تیرا ملنا خوشی کی بات سہی
تجھ سے مل کر اداس رہتا ہوں

۱۶ر رمضان المبارک کو بعد نماز فجر حضرت کی نماز جنازہ سنی اسٹیشن کے قریب ہونے کا اعلان عام ہو چکا تھا، کاشانۂ حضور تاج الشریعہ درگاہ اعلیٰ حضرت سوداگران سے جنازہ اٹھا، علماء ومشائخ اور عوام اہل سنت کے کندھوں پہ یہ جنازہ سنی اسٹیشن کے قریب پہنچا، حضور تاج الشریعہ نے نماز جنازہ پڑھائی، ناچیز راقم السطور بھی نبیرۂ میر عبدالواحد بلگرامی حضرت میر سید حسین میاں واحدی بلگرامی دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ شریک ہوا، خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے تقریباً تمام مشائخ وشہزادگان بھی شریک ہوئے، قاضی رامپور حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی حسنی رامپوری کے علاوہ ہزاروں علماء ومشائخ اور ائمہ وعوام نے شرکت کی اور نم ناک آنکھوں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے والد گرامی امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں قادری قدس سرہ کی آخری آرام گاہ کے قریب ”سنی قبرستان“ میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

جنہیں اب گردش افلاک پیدا کر نہیں سکتی
کچھ ایسی ہستیاں بھی دفن ہیں گور غریباں میں

اللہ رب العزت حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی قبر انور پہ رحمت وانوار کی بارش فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے، جن لوگوں کو ان کی رحلت سے صدمہ پہنچا ہے، ان تمام کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

■■■

حضرت مفتی شعیب رضا قادری نعیمی علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال پر اکابر علما و مفتیان کرام اور مشائخ عظام کی

اشک بار تحریریں

ہائے افسوس! آنکھ نم دل فغاں کر گئے

برادرم محبم رفیقم گرامی وقار داماد حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی شعیب رضا قادری قبلہ کے انتقال کے غمناک المناک سانحہ نے دل و دماغ پر بہت گہرا صدمہ پہنچایا ہے، آنکھ نمناک و اشکبار، دل آہ و فغاں کا شکار، اور عقل و خرد حواس باختہ و حیراں ہیں، آپ کی جدائی کے خیال نے پورے وجود کو مضطرب کر دیا ہے، صرف میرا ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کا یہی حال ہے، پورا ماحول سوگوار اور ہزاروں دل غمزدہ ہیں، اب ایسا مشفق محب حبیب کہاں ملے گا! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

قاضی الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ ازہری قبلہ اور حضور مفتی عسجد رضا کی بارگاہوں میں تعزیانہ کلمات پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ مولی آپ کے جملہ اہل خانہ، اعزہ و اقربہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

فقیر سید محمد غیاث الدین قادری
سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ محمدیہ کالپی شریف
وخانقاہ سلطانیہ ضیائیہ چونرہ شریف جالون

آہ! صد افسوس مفتی شعیب رضا نعیمی

یہ جانکاہ خبر جماعت اہلسنت پر بجلی بن کر گری کہ آج ۱۲ر بجے دوپہر میں داماد تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شعیب رضا صاحب قبلہ نعیمی نور اللہ مرقدہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، ماہ مقدس کی بہاروں سے گزرتے ہوئے جنت عدن میں جا بسے، اس خبر نے جماعت اہل سنت بالخصوص خانقاہ اسماعیلیہ کے تمام وابستگان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، رب کریم ہمارے عزیز کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور تمام سوگواران کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

غمناک: فقیر سید گلزار اسمٰعیل واسطی قادری رزاقی اسمٰعیلی
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ رزاقیہ اسماعیلیہ مسولی شریف بارہ بنکی یوپی

ان کا وصال جماعتی نقصان ہے

حضور تاج الشریعہ عالمی شخصیت کے مالک ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ مذہبی عالمی شخصیات میں اس وقت ان سے زیادہ کوئی محبوب و مقبول نہیں ہے، ان کے مریدین و متوسلین اور اہل عقیدت دنیا کے ہر خطے میں پائے جاتے ہیں، اس لئے ان کی خوشی اور غم سے پوری اسلامی دنیا متأثر ہوتی ہے، ہر متصلب سنی کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ غم کا کوئی سایہ ان کے قریب سے بھی نہ گزرے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جو جتنا بڑا ہوتا ہے، قدرت اس کا امتحان بھی اسی اعتبار سے لیتی ہے، اسی ماہ رمضان المبارک میں ان کے جواں سال داماد حضرت مولانا مفتی شعیب رضا نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوگیا، یہ غم ان کے لئے بہت بڑا غم ہے، ان کے اس غم میں پوری سنی دنیا برابر کی شریک ہے۔

حضرت مولانا شعیب رضا قادری نعیمی نیک طبیعت، صاحب علم اور فطرتاً کم سخن تھے، وہ اہل علم اور اہل درد میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، ان کے ملنے جلنے کا انداز بھی دوسروں سے قدرے مختلف تھا، ان کے تجربات و مشاہدات میں پختگی تھی، ان کا مطالعہ وسیع تھا، اس لئے ان کی گفتگو معقولیت لئے ہوتی تھی، میرا ہندستان آنا جانا بہت کم ہوتا ہے، اس لئے ان سے بہت کم ملاقاتیں رہی ہیں، ان کی گفتگو میں تسلسل اور توازن ہوتا تھا، وہ اپنے مخاطب کو متأثر کرنے کا ہنر جانتے تھے، بذریعہ فون میری ان سے کسی اہم مسائل پر گفتگو ہوتی رہی ہے، ان کی گفتگو میں بڑی سنجیدگی ہوتی تھی،

اس طرح کی خوبیوں کے لوگ اس دور میں بہت کم ملتے ہیں، ان کا وصال جماعتی نقصان ہے، دعا ہے کہ رب کائنات ان کی روح کو اپنی رحمت کا قرب، پسماندگان اور اہل عقیدت کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

غم زدہ: سید اولاد رسول قدسی

نیو یارک امریکہ

کون سی دنیا بسائی تم نے دنیا چھوڑ کر

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور بندہ اعمال کے سبب اس رتبے کو نہ پہنچا تو بدن یا مال یا اولاد میں اس کو آزماتا ہے، پھر اسے صبر دیتا ہے، یہاں تک کہ اس رتبے تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

وصال سے چند روز قبل ۲۹ رشعبان المعظم ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۷ رمئی ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ فقیر نوری نے بریلی کے رام مورتی اسپتال میں مفتی شعیب رضا صاحب نعیمی قادری کی عیادت کی تھی تو موصوف کو نہایت صابر و شاکر پایا، اس وقت انہوں نے بڑے ٹھہرے ہوئے انداز میں دعا کے لئے کہا تھا، وہاں ان کے برادر گرامی وقار محمد وارث قادری زید اخلاصہ ان کی تیمارداری اور دل جوئی کے لئے موجود تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں موت بہت قریب نظر آ رہی ہے اور روح قفس عنصری کو چھوڑنے کے لئے بیتاب ہے، بس حکم الٰہی کی دیر ہے، دستِ دعا اُٹھ رہے تھے، ہر طرف صحت کی التجائیں کی جا رہی تھیں کہ ان کے انتقال کی روح فرسا خبر آ گئی، جس سے دل کو بہت صدمہ ہوا، ایک عالم دین رخصت ہو گیا، عالم کی موت عالَم کی موت ہے، غم یہ ہے کہ قحط الرجال ہے، بدل نہیں پیدا ہو رہا ہے، مفتی شعیب رضا نعیمی اپنی یادوں کو چھوڑ کر اس دارِ فانی سے چلے گئے اور اپنا علمی و دینی ورثہ اپنے صاحبزادے عزیزم حمزہ میاں سلمہ کے لئے چھوڑ گئے، خداوند قدوس جل مجدہ اپنے حبیب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں ان کو پروان چڑھائے اور ان کو مرحوم کا صحیح وارث و جانشین بنائے، آمین۔

مفتی شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ نہایت سادہ مزاج، سادگی پسند، ملنسار، خوش اطوار اور اپنی ایک منفرد عالمانہ شان کے ساتھ علمائے کرام اور عوام الناس دونوں میں مقبول و معروف تھے، ایک شرف ان کو یہ حاصل تھا کہ وہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، فقیہ اسلام، تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کے داماد تھے، وہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، جس نے ان کو خاندان کے اندر اور خاندان کے باہر حضور تاج الشریعہ کے حلقہ میں ہر جگہ ہر دل عزیز بنا دیا تھا، موصوف کئی بار حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے ہمراہ مرکزی درسگاہ اہلسنت الجامعۃ الاسلامیہ پرانا گنج رامپور کے جلسہ دستار فضیلت میں شریک ہوئے اور اپنے مواعظ حسنہ سے نوازا، ان کی تقریر سادہ زبان میں نہایت عالمانہ، باریک بینی اور نکتہ شناسی سے پُر اور دلوں میں اتر جانے والی ہوتی تھی، انہوں نے طریقۂ سلف صالحین اہلسنت و جماعت پر کاربند رہ کر تا زیست مذہب اہلسنّت اور مسلکِ رضا کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دیا اور مسلمانوں کو عشقِ رسول علیہ التحیۃ والثناء کی ڈور میں باندھ کر اللہ کے نیک بندوں سے رشتوں کو مضبوط کرنے کا درس دیا اور گستاخانِ رسول سے اپنا ایمان بچانے کا شعور بھی دیا۔

موصوف حضور تاج الشریعہ کے سفر و حضر کے ساتھی تھے اور حضرت کی تصنیفات و تالیفات میں مضامین کے املا کرنے کی خدمات بھی انجام دیتے تھے، جیسا کہ نوادراتِ تاج الشریعہ کے صفحہ ۸۷ پر ہے کہ ''مفتی شعیب رضا قادری اور مولانا عاشق حسین کشمیری کے ہاتھ کے لکھے عربی مسودات کافی تعداد میں ہیں۔''

موصوف نے مولانا علوی مالکی کی دو عربی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے جو ابھی تشنۂ طباعت ہیں، امید ہے کہ جلد ہی انہیں منظر عام پر لایا جائے گا، اس سے موصوف کی عربی زبان و ادب پر دسترس کا پتہ چلتا ہے۔

مفتی محمد شعیب رضا نعیمی نے مرکزی دار الافتاء سوداگران بریلی شریف میں بھی نہایت ذمہ داری سے فتاویٰ لکھنے کا کام انجام

دیا، دارالافتاء کے ریکارڈ سے انھیں لیا اور دیکھا جاسکتا ہے، یہی وہ خوبی تھی جس نے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی نظر میں ان کو عزیز بنا دیا تھا، داماد کی حیثیت سے بھی وہ بہت پیارے اور فرماں بردار تھے، یہی وجہ تھی کہ ان کی بیماری کے ایام میں حضور تاج الشریعہ نے ان کے علاج ومعالجہ پر خصوصی توجہ مبذول فرمائی تھی، جدید سائنس کے دور میں علاج کے جو طریقے میسر تھے، وہ سب ان کو بہم پہنچائے گئے مگر مشیتِ ایزدی کہ وہ جانبر نہ ہوسکے اور داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں ہیں آئے سبھی مرنے کے لئے

حضرت مولانا مفتی شعیب رضا نعیمی قادری لمبے عرصے سے ملک کے مختلف اسپتالوں میں ماہر معالجوں کے زیر علاج رہے مگر انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام اپنے مرکز عقیدت بریلی شریف میں گزارے اور یہیں پر پندرہ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱ر جون ۲۰۱۷ء بروز اتوار دن کے ۱۱ر بجے وابستگانِ سلسلہ، اہل خاندان، محبین ومخلصین کو سوگوار چھوڑ کر اس دنیائے ناپائیدار سے رخصت ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، ۱۶ر رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۲ر جون ۲۰۱۷ء بروز پیر صبح ساڑھے پانچ بجے نماز جنازہ کے بعد بریلی سٹی اسٹیشن قبرسان میں اپنی آخری آرام گاہ میں ہزاروں اشکبار آنکھوں کے ساتھ سپرد خاک کردیئے گئے، موصوف کی نماز جنازہ ان کے استاذ وشیخ اور خسر محترم حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے پڑھائی۔

موصوف کے سانحۂ ارتحال سے خانوادۂ رضویہ نوریہ، افراد خاندان خاص طور سے حضور تاج الشریعہ اور حضور عسجد میاں کو جو صدمہ پہنچا وہ ناقابلِ بیان ہے، وابستگانِ سلسلہ عالیہ اور محبین ومخلصین کے ساتھ الجامعۃ الاسلامیہ کے اراکین، اساتذہ وطلبہ اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں، ڈاکٹروں نے تو ان کے علاج سے ہاتھ اٹھالیا تھا اور حضور تاج الشریعہ نے بھی چشم بصیرت سے یہ سمجھ لیا تھا اور انہوں نے اپنے غم کا اظہار قبل ہی بڑے دل دوز انداز میں کیا تھا:

ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا
ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل

جاں بحق تسلیم ہو جانا ترا
یاد کرکے میرا ابھر آتا ہے دل

اور سرکار مفتی اعظم رضی اللہ عنہ نے تسلی وتشفی دیتے ہوئے یوں فرمایا ہے: ”مولیٰ تعالیٰ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے جو اس نے لیا اسی کا تھا اور جو کچھ اس نے دیا اسی کا ہے، مولیٰ تعالیٰ بطفیلِ سیدنا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں اور متعلقین کو صبر جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائے۔“

فقیر نوری غفرلہٗ وصال کے روز ہی بعد نماز تراویح مسجد الجامعۃ الاسلامیہ میں مفتی شعیب رضا نعیمی کو خراجِ عقیدت پیش کر کے ان کی روح پر فتوح کو اہلسنت والجماعت کے طریقے کے مطابق ایصال ثواب کیا اور دعائے مغفرت کی نیز اپنے دکھ درد اور ناقابلِ تلافی نقصان کا اظہار بھی کیا، فقیہ اسلام حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی، شہزادۂ تاج الشریعہ، خاندانِ مفتی شعیب رضا نعیمی اور جملہ اہل خانہ خصوصاً ان کی اہلیہ محترمہ، ان کے شہزادے حمزہ میاں اور ان کی صاحبزادیوں کی بارگاہ میں اظہار تعزیت پیش کرتے ہوئے اظہارِ غم کے ساتھ اظہار ہمدردی بھی کیا، آمین کہنے والوں میں جامعہ کے اراکین، اساتذہ، طلبہ اور مصلیان مسجد کثیر تعداد میں اشکبار آنکھوں کے ساتھ موجود رہے، جن میں قابلِ ذکر ہیں، الحاج نبیہ احمد قادری خازن جامعہ، الحاج صغیر احمد ازہری محاسب ونائب صدر جامعہ، الحاج حافظ نبیہ حسن قادری شیری جمالی، الحاج حسیب احمد نقشبندی جمالی جماعتی ارکان مجلس انتظامی، حافظ محمد میاں مجددی، وسیم احمد عرف چاند سیفی ازہری نائب خازن، محمد شعیب رضا سیفی ازہری نائب محاسب، الحاج اشتیاق حسین منیم جی، الحاج شبیر احمد رضوی ازہری، مولانا محمد نازل رضا رضوی، مولانا سید محمد ذبیح اللہ رضوی ازہری، مولانا محمد اجیرالدین رضوی ازہری، مولانا محمد نورالاسلام رضوی شاہدی مدرسین جامعہ، الحاج شکیل احمد سیفی قادری، مشہور

صحافی معراج احمد نظامی، ہمدردانِ جامعہ اور مصلیان مسجد وغیرہ۔

۲۰ ررمضان المبارک ۱۴۳۸ھ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر خانقاہ نور یہ لال مسجد رامپور میں ایصال ثواب کی محفل منعقد کی گئی جس میں کثیر تعداد میں وابستگانِ سلسلہ اور محبان اولیاء نے شرکت کی، اوّلاً ختم قادری شریف کا ورد کیا پھر حلقۂ ذکر ہوا، اس کے بعد سید فرحان رضا حسنی، سید مہران رضا حسنی نوری شاہدی نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بارگاہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں منظوم نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، پھر مولانا سید محمد ذبیح اللہ ازہری شاہدی نے درسِ حدیث دیا اور پھر مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام سے محفل کو لالہ زار بنایا اور پھر فقیر نوری غفرلہ نے ایصال ثواب کر کے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی درازی عمر، صحت وعافیت، ان کے فیضان کے عام وتام ہونے اور اہلسنت وجماعت کے ہر فرد کو اس سے مستفیض ہونے کی دعا کی، اس موقع پر موجود کچھ خاص عقیدتمندوں کے نام یہاں دیئے جاتے ہیں، مولانا سید اویس میاں حسنی قادری، سید معظم علی قادری، الحاج زاہد مقصود قریشی، قاری محمد ادریس احمد رضوی جمالی، محمد عظیم رضوی، لئیق احمد رضوی، مولانا خلیل احمد خاں نوری، سید مبین میاں جیلانی رضوی، محمد نسیم قریشی شاہدی ارکان جامعہ، مولانا حبیب النبی رضوی، مولانا نقش علی ازہری وغیرہ۔

غم زدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

شریک غم: سید شاہد علی حسنی نوری غفرلہ
ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ، پرانا گنج، رامپور

علامہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی کا وصال ناقابل تلافی نقصان

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت داماد حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی کا بروز اتوار دوپہر ۱۲ بجے کے قریب انتقال پر ملال ہو گیا، موصوف کی طبیعت کافی دنوں سے ناساز تھی، ان کا وصال اہل سنت وجماعت کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے، مسلک اہل سنت وجماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے ان کی گراں قدر خدمات اور نقوش قدم ناقابل فراموش ہیں، موصوف مرکز اہل سنت وجماعت یعنی بریلی شریف کی مرکزی شخصیت جانشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی کے نہایت ہی معتمد مستند اور داماد تھے۔

حضرت مفتی صاحب حضور تاج الشریعہ کے سچے معتقد تھے اور تاج الشریعہ بھی آپ پر کافی اعتماد فرماتے تھے، سفر وحضر اور جلوت وخلوت میں حضور تاج الشریعہ کی رفاقت آپ کو میسر رہی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متعدد کتابیں جن کا ترجمہ حضور تاج الشریعہ نے عربی زبان میں فرمایا ہے، ان میں سے کئی کتابوں میں مفتی صاحب قبلہ نے بھی دلچسپی دکھائی ہے اور ان کی اشاعت میں اہم رول ادا کیا ہے، نہایت خلوص وللّٰہیت کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت فرماتے رہے۔

ان کی وفات حسرت آیات پر خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضور سراج ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ سید سراج اظہر رضوی نوری نے شدید رنج وغم اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مفتی صاحب کے وصال سے دنیائے سنیت کو شدید صدمہ پہنچا اور سنیت کے درمیان ایک خلا پیدا ہوا ہے جو کافی اندوہ ناک ہے انجمن برکات رضا و دارالعلوم فیضان مفتی اعظم پھول گلی ممبئی کی جانب سے ایصال ثواب کیا گیا اور پسماندگان کو اظہار تعزیت، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے، آمین یا رب العلمین

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فقیر سید سراج اظہر رضوی نوری
دارالعلوم مفتی اعظم، پھول گلی، ممبئی

قاضی القضاۃ فی الہند، حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی

جانشین حضور مفتی اعظم ہند، بریلی شریف، یوپی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد آداب وتسلیمات!

عالم ربانی، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا مفتی شعیب رضا نعیمی کے وصال پر ملال (بتاریخ ۱۵ ر رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ) کی خبر سن کر دلی رنج ہوا، اللہ تعالیٰ موصوف کے بال بال کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین، رمضان کا مبارک مہینہ نصیب ہوا یہ بھی نور علیٰ نور ہے، یہاں جامع مسجد باسنی میں آپ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی، مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے۔

مولانا موصوف ایک اچھے خطیب ومدرس اور باصلاحیت عالم دین تھے، جہاں بھی چلے جاتے دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہرا جاتا تھا راقم کی دعوت پر یہاں باسنی بھی دوبار تشریف لائے، سنی تبلیغی جماعت باسنی کے دفتر میں بھی تشریف لائے، تاثرات قلم بند کئے، بیانات بہت عمدہ فرماتے تھے، دل میں بہت اچھا جذبہ رکھتے تھے، راقم پر بڑے مہربان تھے۔

موصوف کے انتقال سے حضور والا کو بھی دلی صدمہ ہوا ہوگا، لیکن ''مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، راقم پہلے موصوف کی ترقی کے لئے ہمیشہ دعا کرتا تھا، اب ان کے نام سے ہمیشہ ایصال ثواب کرے گا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، اراکین سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے اعزہ و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

شریک غم: ولی محمد رضوی

خادم سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف

ایک ایسا سانحہ جو خون کے آنسو رلاتا ہے

حضرت علامہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی کا سانحہ ارتحال جماعت اہل سنت کے لئے نہایت ہی روح فرسا اور حضور تاج الشریعہ کے خاندان کے لئے رنج وغم کا باعث ہے، یہ ناچیز اس غم میں برابر کا شریک ہے، جانے والا نہایت ہی خاموشی کے ساتھ چلا جاتا ہے، پردہ میں بھلائیوں اور اچھائیوں کو سمیٹ کر آخرت کے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے مگر اس کی یادیں برسوں تازہ رہا کرتی ہیں، اس کی زندگی کا ایک ایک رخ نگاہوں میں پھرتا رہتا ہے، کبھی کوئی بات کانوں میں رس گھولتی ہے تو کبھی اس کا کوئی عمل نگاہوں کو خیرہ کر دیتی ہے اور کبھی اس کی زندگی کا کوئی ایسا لطیف وخوشگوار، حسن ورعنائی میں لپٹا ہوا منظر سامنے آجاتا ہے جو زندگی بھر لطف ومزہ دیتا رہتا ہے، دن کے اجالوں میں بھی اور رات کی تاریکیوں میں بھی، کچھ اسی طرح کا اور بھی منظر ہوا کرتا ہے جو ''تصور جاناں'' بن کر قلب وروح میں بس جاتا ہے، مفتی شعیب رضا صاحب نعیمی بھی ہمارے درمیاں سے رخصت ہو گئے اور اتنے دور چلے گئے کہ اب انہیں دیکھنے کو ہماری آنکھیں ترستی رہیں گی، مگر ان کی جو یادیں ہمارے دلوں میں رچی بسی ہوئی ہیں وہ ہم سے جدا نہیں ہو سکتی ہیں، بلکہ ہمارے ذہن وفکر اور شعور وادراک کو ''نعیمی'' تک پہنچاتی رہیں گی، اس لئے میں کہتا ہوں کہ ''مفتی شعیب رضا صاحب'' ہم سے دور ہو کر بھی ہم سے بہت قریب ہیں، کیا نظام قدرت ہے کہ دوریاں بھی قربتوں کا باعث ہو جایا کرتی ہیں۔

مفتی شعیب رضا صاحب کوئی عام انسان نہیں تھے بلکہ بہت بلند تھے، اس طرح کی بلندی نہ ''جنس انسان'' میں ہوتی ہے اور نہ ہی نوع انسان میں ہوا کرتی ہے، بلکہ یہ بلندیاں کمالات وکیفیات اور دیگر اوصاف میں ہوا کرتی ہیں، اب ذیل میں کچھ ایسی باتیں پیش کی جارہی ہیں جن سے ان کی بلندیاں ثابت ہوتی ہیں، مثلاً مفتی شعیب رضا صاحب ایک زبردست ''عالم دین'' تھے، انہیں دین حق کا ''فہم بلیغ'' حاصل تھا، اسلامی شریعت کا کمال شعور تھا، جہاں وہ اپنی ذات سے فردیت کی تعمیر کیا کرتے تھے، وہیں جماعت وتنظیم کے فروغ وارتقاء میں بھی دلچسپی حاصل کرتے تھے، دہلی کی سرزمین پر انہوں نے جو کام کیا وہ اس بات پر شاہد ہے کہ فردیت بھی ان کا میدان تھا اور جماعتی نظام بھی، جب کبھی کوئی انسان گوشۂ عزلت میں بیٹھ کر تصور کرے گا تو ''مفتی شعیب رضا صاحب''

کی زندگی کا یہ رخ اس قدر جذب وکشش کا باعث ہوگا کہ قوس و قزح کی رنگینیاں بھی پھیکی پڑ جائیں گی اور پھر یادوں کا جو تسلسل قائم ہوگا، وہ ان مٹ ہوتا چلا جائے گا، یہ ایک ایسی بلندی ہوتی ہے جو کسی کسی کو نصیب ہوا کرتی ہے۔

مفتی شعیب رضا صاحب، اپنے میدان میں نہ صرف کامیاب تھے بلکہ بہت زیادہ کامیاب تھے، ان کا میدان کیا تھا؟ اس میں کیسی کشادگی پائی جاتی تھی، اس بارے میں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں، ہماری جماعت کے کثیر علماء اس بات کو بخوبی جانتے ہیں، میں کیا کہوں کہ ان کا میدان یہ تھا! یا وہ تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ جہاں ان کا میدان ہوا کرتا تھا وہیں ان کا قدم پڑتا تھا، جس سمت رخت سفر باندھا کرتے تھے انہیں پوری پوری کامیابی ملا کرتی تھی اور فوز مرامی کے گلوں سے ان کا دامن بھر جایا کرتا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ مولانا جہاں جو قدم اٹھایا کرتے تھے اور جس طرف بھی رخ کیا کرلیا کرتے تھے، ان کا پختہ عزم اور بلند حوصلہ ان کے ساتھ ہوا کرتا تھا، یہ مبارک ساعتیں جہاں اوروں کی زندگی میں آیا کرتی ہیں، وہیں مولانا کی زندگی میں بھی بہار بن کر آیا کرتی تھیں، یہ ان کی خوش نصیبی ہے اور یہ خوشگوار موسم کی ایسی حسین لمس ہے جس کی شادابی کا احساس جہاں مولانا کو ہوا کرتا تھا وہیں ان کی زندگی کے خوبصورت لمحوں کے تذکرہ سے آج مجھے ہو رہا ہے اور ان کے احباب اور دوستوں کو بھی ہو رہا ہوگا۔

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جب کبھی باکمال اور بڑی شخصیتوں کا ذکر ہوتا ہے تو باتوں باتوں میں بہت ساری باتیں نکل جاتی ہیں اور پھر ان باتوں کو سمیٹنے کے لئے کافی جدو جہد کرنی پڑتی ہے، انہیں عظیم شخصیتوں میں ایک شخصیت مولانا شعیب رضا نعیمی کی ہے، حالانکہ میری حضرت مفتی صاحب سے زیادہ ملاقاتیں نہ تھیں، مگر چند ملاقاتوں میں ہی میں نے محسوس کرلیا کہ مفتی صاحب کیا ہیں اور ان کے شخصی کمالات و جمالیات کیا ہیں؟ مفتی صاحب خوش مزاج بھی تھے اور خوش فکر بھی، خندہ پیشانی ان کے طبعی مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی باتوں کو منوانا بھی جانتے تھے اور دوسروں کی باتوں کو مان بھی لیا کرتے تھے، یہی ان کی حیات کا فلسفہ تھا، کچھ لینے اور کچھ دینے پر بھی یقین واعتماد رکھتے تھے، ایک مرتبہ میری ان کی لمبی ملاقات ہوئی اور اسی مبارک حجرہ میں ہوئی جس کے در و دیوار میں ''حضور تاج الشریعہ'' کے حسین جلوے بسے ہوئے ہیں اور ان کی تابانیوں سے روشن و منور ہیں، آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے وہ کون سا مبارک حجرہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ میں ایک کرسی پر حضرت مفتی صاحب قبلہ کے روبرو بیٹھ گیا اور خیالات کا تبادلہ ہونے لگا، کبھی میں کچھ کہتا ہے اور کبھی مولانا فرماتے، بات کسی ایک موضوع پر نہیں بلکہ مختلف موضوعات پر ہو رہی تھی، یہاں تک کہ ''اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت'' پر بات شروع ہوگئی اور اس موضوع پر گفتگو کا سلسلہ دراز تر ہوتا چلا گیا، حضرت نے فرمایا کہ میں نے کئی ایک لوگوں سے کہا: اگر آپ کو ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی اصطلاح پسند نہیں ہے یا آپ کو اس سے الرجی ہے تو پھر بتاؤ اس کے بدلے میں کون سی اصطلاح منتخب کی جائے جس پر آپ راضی ہوں، ان کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا شعیب رضا صاحب مصالحت کی کسی بھی پہلو پر راضی ہونے کو تیار رہا کرتے تھے اور کچھ لے کر یا کچھ دے کر بھی سمجھوتہ کرنے کی ان میں خوبی پائی جاتی تھی، اس سے ان کی امن پسندی اور جماعتی انتشار سے بچنے کا نظریہ سامنے آتا ہے، کوئی اسے کچھ بھی سمجھے مگر میں ان کے اس نظریہ سے اتفاق کرتا ہوں، یہ اور بات ہے کہ مخالف گروپ کے پاس ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی اصطلاح کے سوا کوئی اور اصطلاح ہی نہیں، جہاں تک ''مسلک اہلسنت'' کی بات ہے اس پر اتفاق نہیں کیا جاسکتا کہ ''مابہ الامتیاز'' کی اس میں جو صلاحیت ماضی میں پائی جاتی تھی دور حاضر میں نہیں پائی جاتی ہے، جب کہ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے، یہ ساری باتیں ہوتی رہیں اور علامہ نعیمی صاحب نہایت ہی سنجیدگی کے عالم میں سنتے رہے اور فرماتے بھی رہے، کسی کی بات غور سے سننا اور اسی انداز میں اپنی بات کہنا بہت بڑی خوبی ہے جو کمال شخصیت اور جمالیات فکر و شعور پر دلالت کرتی

ہے، ایسی ہی خوبی وکمال والا انسان اب ہمارے درمیان نہیں ہے، اس بات کا افسوس نہ صرف مجھے ہی ہو رہا ہے بلکہ ہر انسان کو ہو رہا ہوگا جو جماعتی انتشار کو پسند نہیں کرتا ہے۔

مولانا میں جہاں اور بہت سی خوبیاں پائی جاتی تھیں، وہیں ان میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ ان کے لہجوں میں اور بول چال میں اور انداز تکلم میں ٹھہراؤ پایا جاتا تھا اور عصر حاضر کے تقاضے معنویت بھی پائی جاتی تھی اس بات کا اندازہ اس وقت ہوا کرتا تھا جب مولانا فقہی سمیناروں میں محو گفتگو ہوا کرتے تھے۔

یوں تو ابھی لکھنے کو بہت کچھ باقی ہے مگر وقت کی کمی کے سبب ساری باتیں پیش نہیں کرسکتا، بس دعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا موصوف کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، ان کے اس جہاں سے رخصت ہونے کا غم جس قدر ''حضور تاج الشریعہ'' کو ہوا ہوگا وہ کسی اور کو کیا ہوسکتا ہے کہ مولانا ''حضرت تاج الشریعہ'' کے دماد تھے اور کافی دنوں تک ان کی معیت میں رہ چکے تھے، کسی کے چلے جانے سے جو غم لاحق ہوجاتا ہے وہ تو رفتہ رفتہ ختم ہوجاتا ہے مگر چلے جانے سے جو خسارہ قوم وملت اور جماعت کو ملتا ہے کبھی اس کی پرتی نہیں ہوتی ہے، مولانا کے سانحہ ارتحال کو قوم وملت کے خسارہ کے طور پر دیکھا جائے اسی لئے تو حدیث پاک میں آیا کہ ''موت العالم موت العالم'' کہ ایک عالم کی موت ایک عالم اور ایک جہاں کی موت ہے۔

غم زدہ: محمد شمشاد حسین رضوی

صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں یوپی

ایک ایسا خسارہ جس کی تلافی ہوتی نظر نہیں آتی

مولانا شعیب رضا نعیمی کے انتقال پُر ملال کی خبر جانکاہ نے مجھے شدید رنج وغم میں مبتلا کر دیا اور میں اس خبر وحشت اثر سے اس قدر متاثر ہوا کہ مسلسل کئی دنوں تک طبیعت مضمحل رہی کیوں کہ میرے اور مفتی شعیب رضا نعیمی کے مابین گہرے مراسم تھے، جب کبھی میں عرس اعلیٰ حضرت میں حاضر ہوا کرتا تو ان سے ضرور ملاقات کرتا تھا اور جب حضرت بمبئی تشریف لایا کرتے تھے، میں ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا، میں نے انہیں قریب سے دیکھا ہے، پرکھا ہے، ان کی باتیں بھی سنی ہیں، ان کی محفل وعظ ونصیحت میں حاضری بھی دی ہے، اس بنیاد پر میں کہہ سکتا ہوں کہ مولانا شعیب رضا نعیمی ایک اچھے عالم دین اور لاجواب خطیب اور خوش فکر واعظ تھے، انہیں جماعت کی فکر رہا کرتی تھی، یہی وجہ ہے کہ میرے دوست پیغام رضا کی تحریک سے انسیت رکھتے تھے اور اس کے فروغ وارتقاء کے لئے مشورے بھی دیا کرتے تھے، تحریک پیغام رضا کی پلیٹ فارم سے جو شاہکار سامنے آتا تھا، میں ان کی خدمت میں ضرور پیش کرتا تھا، پیش کردہ شاہکاروں کو پڑھ کر حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے اور اس مشن میں مضبوطی سے قائم رہنے اور کام کرنے کی تلقین بھی کیا کرتے تھے۔

مولانا نہایت ہی مخلص تھے، یہی سبب ہے کہ ان کی حوصلہ افزائی سے مجھے بہت تقویت ملتی اور تحریک کے تعلق سے کچھ نئی جہتوں کا انکشاف بھی ہوا کرتا تھا، ایسے لوگ اب اس جہاں میں کہاں ملا کرتے ہیں؟ موت تو برحق ہے آتی ہے اور سب کو آتی ہے، آج نہیں تو کل ضرور آئے گی، مگر سب کی موت ایک جیسی نہیں ہوتی، کچھ افراد کی موت یقینی طور پر ''خسارہ'' کی حیثیت رکھتی ہے، افراد کے لئے، قوم کے لئے اور جماعت کے لئے، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مولانا شعیب رضا نعیمی کا سانحۂ ارتحال بھی ایک خسارہ ہے، نہیں نہیں، بلکہ خسارۂ عظیم ہے، جس کی تلافی ہوتی نظر نہیں آتی، اس ناگہانی حادثے کے سبب جو غم واندوہ اور رنج وملال حضور تاج الشریعہ اور ان کے افراد خاندان کو لاحق ہے، میں اس میں برابر کا شریک ہوں، مولانا مسلک اعلیٰ حضرت کے ایک عظیم سپاہی اور بیباک مجاہد تھے جو ہماری آنکھوں سے اوجھل اور ہم سے بہت دور جا چکے ہیں۔

دعا ہے کہ خالق کائنات مولانا کو اپنے جوار رحمت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عنایت فرمائے اور موصوف کے اہل خاندان کو ہمت وحوصلہ عطا فرمائے کہ وہ اس سانحہ کو برداشت

کر سکیں، آمین بجاہ سید المرسلین۔

دردمند: رحمت اللہ صدیقی

مدیر اعلیٰ مجلہ پیغام رضا، ممبئی

اتحاد واتفاق! اہمیت وضرورت

میں گہری نیند میں محوخرام تھا، ہالینڈ سے مولانا محفوظ علی انور علی صاحب کی کال آئی، حضرت مولانا مفتی شعیب رضا صاحب قادری نعیمی کا انتقال ہو گیا، چونکہ حضرت چار چھ مہینے سے موت وزیست کی کشمکش میں تھے، اس لیے حیرت تو نہیں ہوئی البتہ اس خبر سے دکھ اور افسوس بہت ہوا کہ حضرت جواں سالی ہی میں زندگی کی بہاریں چھوڑ کر خلد آشیاں ہو گئے، عالم اسلام اہل سنت کو بالعموم اور حضور تاج الشریعہ کو بالخصوص گہرے صدمہ سے دو چار ہونا پڑا، پروردگار عالم حضرت کو اس المناک اور دردناک غم واندوہ کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور اس پر صبر وشکر کا صلہ عطا فرمائے اور آپ کو عمر خضر سے نوازے۔

حضرت نعیمی صاحب مرحوم ومغفور سے شرف لقا صرف ایک بار کا تھا، آپ تاج الشریعہ کے ہمراہ دعوت خیر محلہ سکٹھی مبارکپور تشریف لائے تھے، حضور تاج الشریعہ عالم اسلام میں جہاں بھی حاضر ہوتے ہیں، انسانوں کا سیلاب امڈ پڑتا ہے اور ہر چہار جانب انسانی سروں کی قطاریں سج جاتی ہیں، کراچی ایئر پورٹ کا منظر میری آنکھوں نے دیکھا، ان کے دیوانے، پروانے اور ان کی دید کے طالب پچاسوں ہزار کی تعداد میں نعرۂ مستانہ لگا رہے ہیں ’’مرشد کی آمد مرحبا، مرشد کی آمد مرحبا‘‘ فصیل توڑتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے ہیں، ایئر پورٹ کا عملہ اور حکام محوحیرت اور دنگ ہیں، یہ کون ہیں، جن کی آمد پر لوگ جانیں چھڑک رہے ہیں۔

مبارک پوری میں بھی حضرت کی آمد پر یہی ہوا، مشتاقان دید ہر چہار جانب سے حضرت کے دیدار کی کوشش میں ہیں اور موبائل لوگ فوٹو گرافی کرنا چاہتے تھے، اتنے میں ایک گرجدار آواز کانوں سے ٹکرائی خبردار، خبردار کوئی فوٹو نہ کھینچے، بغیر ضرورت شرعی فوٹو کھینچنا حرام ہے، ان سے موبائل چھین لیے جائیں نہ مانیں تو توڑ دیئے جائیں یا ان سے لے کر پھینک دیئے جائیں، یہ حیرت زدہ کرنے والی آواز حضرت مولانا مفتی شعیب رضا نعیمی کی تھی۔

بڑی مشکل سے مشتاقان دید پر قابو پایا گیا، اطمینان وسکون سے انہیں بیٹھایا گیا، حضرت مفتی شعیب رضا علیہ الرحمہ کا خطاب شروع ہوا، خطاب کیا تھا، اہل سنت وجماعت کو اتحاد واتفاق کی دعوت اور افادیت واہمیت سے لبریز تھا، وہ فرما رہے تھے، اپنے اختلاف کو بند کر دیجئے، ہمارے دشمنوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے دشمن ہر چہار جانب سے ہم پر یلغار کر رہے ہیں، ہم پر حملہ آور ہیں، ہم دفاعی پوزیشن میں آگئے ہیں، بدلو! اپنے آپ کو بدلو اور اپنے آپسی جھگڑے ختم کرو اور دشمن کے حوصلوں کو نیست ونابود کر دو، حضرت کی اس تقریر نے اہل سنت کے سوچنے کا انداز بدل دیا اور غور وفکر کی راہیں متعین کر دیں، حضور تاج الشریعہ اسی شب حضرت بحر العلوم علیہ الرحمہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کو تشریف لائے، اس وقت حضرت مفتی شعیب رضا قادری صاحب مرحوم سے شرف ملاقات اور دست بوسی کا موقع میسر آیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مفتی صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں اپنے قرب خاص اور اپنے دیدار سے مشرف فرمائے اور حضور تاج الشریعہ کو ضعف پیری میں ان کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین۔

سوگوار: شکیب ارسلان مبارکپوری

حق اکیڈمی مبارک پور، اعظم گڑھ

ایک عالی دماغ اور سنجیدہ لب ولہجہ نہ رہا

غالباً ۱۹۹۵ء کی بات ہے کہ جب میں دار العلوم ربانیہ شہر باندہ، یوپی میں درس وتدریس کی خدمت انجام دے رہا تھا، شہر سے قریب ایک موضع ہڑہا کبولی میں جشن غوث اعظم کے عظیم الشان پروگرام میں شرکت کے لیے جانا ہوا، قیام گاہ پر پہنچا تو سامنے چار پائی پر ایک بلند قامت، شکیل ووجیہ اور مسکراتا چہرہ نظر آیا، سلام ومصافحہ کے بعد تعریف وتعارف کا سلسلہ بڑھا تو معلوم ہوا، یہ حضرت مولانا مفتی محمد شعیب رضا قادری نعیمی صاحب ہیں جو دہلی سے پروگرام میں شرکت کے لیے تشریف فرما ہوئے ہیں، گفتگو

میں اعتماد، لہجے میں وقار و سنجیدگی اور طرز ادا میں مسکراہٹ کی ملاوٹ نے تھوڑی ہی دیر میں یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا کہ مخاطب بہت ساری خوبیوں کے حامل ہیں، ان سے راہ و رسم رکھنا مفید اور کار آمد ہے، چنانچہ پروگرام سے واپسی کے بعد وقتاً فوقتاً بات ہوتی رہتی، عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر بریلی شریف میں ملاقات کا سلسلہ بھی رہتا۔

مفتی محترم کی قسمت نے یاوری کی آقائے نعمت مرشد برحق وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنی دامادی کا شرف بخش کر آپ کی زندگی میں چار چاند لگا دیئے، اس پاکیزہ نسبت کی برکت نے آپ کو اوج ثریا پر پہنچا کر مشہور انام کر دیا، اب ہماری گفتگو کا انداز صرف دوستانہ نہیں رہتا، بلکہ محبتانہ، ساتھ ہی ساتھ مؤدبانہ رہتا، میں دوران گفتگو انہیں کبھی کبھی ''جیجا جی'' کہہ کر طنز و مزاح کا لطف لیتا تو ہنس پڑتے، پھر خوب باتیں ہوتیں، بہت کم ایسا ہوتا کہ فون صرف دو چار منٹ کے بعد بند ہو جائے، ورنہ کم از کم آدھا گھنٹہ تک سلسلۂ کلام دراز رہتا، اس درمیان مسلکی، مشربی، ملکی، سیاسی، سماجی، علمی، فقہی ہر طرح کی گفتگو ہوتی اور دل کھول کر ہم اپنی اپنی باتیں رکھتے۔

جماعتی انتشار پر گفتگو کرنے میں بڑی محتاط زبان استعمال کرتے اور اپنے درد و کرب کا اظہار فرما کر آپسی اتحاد و اتفاق کی تمنا کرتے، وہ مسلک اعلیٰ حضرت کے مخلص ترجمان اور بے باک ناشر و مبلغ تھے، دہلی میں رہ کر بہت سے لوگ روشن خیال بننے کی فکر میں آزاد خیال اور تاریک دل ہو گئے مگر موصوف نے تصلّب اور استقامت کو ہی ترجیح دی اور صلح کلیت و فکری آوارگی سے متنفر اور بیزار رہے، ہند و بیرون ہند تبلیغی دورہ فرما کر مذہب حق کی اشاعت کی اور مسلک اعلیٰ حضرت کو استحکام بخشا۔

وہ حسن صورت اور حسن سیرت کا ایک خوشنما گلدستہ تھے، حلم و بردباری، تواضع و انکساری، خردنوازی اور ملنساری میں مشہور تھے، وہ فقہی بصیرت بھی رکھتے تھے اور فلسفیانہ دماغ بھی، غیرت ایمانی بھی رکھتے تھے اور جذبہ صادق بھی، وہ عالی دماغ بھی تھے اور سنجیدہ لب و لہجہ کے حامل بھی غرضیکہ وہ بہت سے اوصاف و کمالات کے جامع اور نسبت رضویت کی برکت سے شہرۂ آفاق تھے، ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ اتنے جلدی ہم سب کو چھوڑ کر چلے جائیں گے مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

ان کے جانے کا صدمہ صرف ان کے اہل خانہ کو ہی نہیں بلکہ ہم سب کو اور پوری جماعت کو ہے، رب قدیر ان کی تربت پر رحمت و غفران کی بارش فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل بخشے صاحبزادۂ والا تبار عزیزم محمد حمزہ قادری اور صاحب زادیوں اور ان کی اہلیہ مخدومہ کے دل و دماغ پر چھائے رنج و غم کے بادل کو ابر کرم بنائے اور آقائے نعمت حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ، عزت مآب حضرت علامہ مولانا محمد عسجد رضا قادری صاحب قبلہ اور مخدومۂ اہلسنت والدہ ماجدہ دام ظلہا العالی پر آئی تکلیف کو کافور فرمائے، ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

سوگوار: اختر حسین علیمی

دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، ضلع بستی

مفتی محمد شعیب رضا ایک اچھے اور بردبار انسان تھے

یہ دنیا فانی ہے، جو کوئی آیا ہے، اسے ایک نہ ایک دن جانا ہے، ہر نیک و بد کو موت کے گلے لگنا ہے، اللہ رب العزت نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کس کے عمل اچھے ہیں۔ روزنہ معلوم کتنے پیدا ہوتے ہیں اور نہ معلوم کتنے لوگ دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کرتے ہیں، لیکن کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی رحلت کا غم برسوں یاد رہتا ہے، ایسے ہی لوگوں میں مفتی محمد شعیب رضا نعیمی بھی تھے، یہ جان کر بے حد صدمہ ہوا کہ مفتی صاحب ہم سب کو چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے، ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۸ھ کے پہلے عشرہ میں مولانا انیس عالم سیوانی کے ذریعہ خبر ملی کہ مفتی صاحب علیل ہیں اور سیفی ہاسپٹل ممبئی میں زیر علاج ہیں، ڈاکٹر کامران (کینسر اسپیشلسٹ) کی نگرانی میں ان کا علاج چل رہا ہے، میں عیادت کے لئے گیا،

ملاقات ہوئی، دیکھ کر افسوس بھی ہوا اور خوشی اس بات کی تھی کہ عرصہ بعد ہماری ملاقات تھی، ہم لوگ آپس میں بہت بے تکلف تھے، مفتی صاحب کی باتوں اور انداز سے کبھی یہ نہیں لگتا تھا کہ حضور تاج الشریعہ کے داماد ہیں بلکہ بڑی سادگی کا مظاہرہ فرماتے، ایک عام آدمی کی طرح ملتے، مفتی صاحب جہاں ایک طرف بلند رتبہ باصلاحیت عالم تھے وہیں اخلاق ومحبت کے پیکر بھی تھے، ہونٹوں پر ہمیشہ مسکراہٹ، ہشاش بشاش چہرہ، کچھ کر گزرنے کا حوصلہ، ارادے میں پختگی، گفتگو میں بڑی متانت تھی، جو کچھ بولتے بہت سوچ سمجھ کر بولتے، جو رائے قائم کرتے، اس میں یقین اور اعتماد جھلکتا، بلاوجہ نہیں بولتے، سامنے والوں کی باتوں کو بغور سنتے، مذہب ومسلک کے سچے سپاہی تھے، جب بھی مسلک ومذہب کی بات آتی تو آپ مرکز اہل سنت کی ترجمانی پوری شدت کیساتھ کرتے، عام طور پر آپ کا نظریہ توسع کا تھا، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو آپ حضور تاج الشریعہ اور بریلی شریف سے قریب کرنے کی کوشش فرماتے، مرکز کی نمائندگی بڑی نرم روئی اور خوش اسلوبی سے کرتے تھے، انداز بیان میں اڑیل پن یا ہٹ دھرمی نہیں تھی، میانہ روی اور اعتدال کے آپ قائل تھے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ صلح کل کے حامی تھے بلکہ جہاں شدت کی ضرورت پڑتی وہاں وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوتے، بیک وقت آپ کئی خوبیوں کے مالک تھے، عالم ومفتی بھی تھے، بہترین واعظ ومصلح بھی تھے، انقلاب آفریں داعی ومبلغ بھی تھے، پوری زندگی اشاعت سنیت وترویج مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے کوشاں رہے، آپ صرف بڑی بارگاہ سے وابستہ ہی نہ تھے بلکہ اپنے اندر خود بڑوں کے اوصاف رکھتے تھے، جہاں گئے لوگ ان کے گرویدہ ہو گئے، تمام خوبیوں کے علاوہ جو سب سے بڑی خوبی ان کے اندر تھی وہ یہ کہ ایک اچھے انسان تھے۔

ان کے انتقال سے دنیائے سنیت اور حلقۂ رضویت، غم و اندوہ سے دوچار ہے، مرنے والے کے ساتھ کوئی اس کی قبر میں لیٹتا نہیں اور نہ ہی کوئی مرنے والا مرنے کے بعد زندہ ہو کر باہر آتا ہے، ہاں ان گذرے ہوئے لوگوں سے ہمدردی کا تقاضہ ہے کہ ہم ان کی مغفرت اور ترقی درجات کی دعا کریں، وہ سچے محمدی سنی حنفی بریلوی تھے، نہ وہ صلح کل کے قائل تھے اور نہ ہی جاہلوں کی طرح بیجا تشدد کے روادار، وہ حضور تاج الشریعہ کے داماد ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے معتمد بھی تھے، دکھ، درد کی اس گھڑی میں ہم آپ کے اہل خانہ، بچوں، بھائیوں اور بالخصوص والدہ ماجدہ کی خدمت میں اپنی تمام تر ہمدردیاں نذر کرتے ہیں اور مفتی صاحب کے ترقیٔ درجات کے لئے دعا کرتے ہیں۔

از: ابوساریہ عبداللہ علیمی
فاضل بغداد، ممبئی

دارفانی چھوڑ کر وہ سوئے جنت چل دیئے

دنیا گذشتنی وگذاشتنی ہے جو بھی دنیا میں آیا ہے، اسے ایک نہ ایک دن دنیا چھوڑ کر عالم برزخ کی طرف کوچ کرنا ہے مگر بہت سے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے انتقال سے پوری قوم وملت متاثر ہو جاتی ہے وہ خود تو اپنی قبر میں نم کنومة العروس (قبر میں فرشتے نیک مسلمان میت سے کہتے ہیں سو جا جیسے دولہا سوتا ہے) کی منزل حاصل کر کے مسکراتے ہیں مگر ان کی جدائی کے غم میں سارا عالم روتا رہتا ہے، ایسی ہی ایک نیک اور عظیم ہستی تھی حضور سیدی ومرشدی الکریم تاج الشریعہ دام ظلہ النورانی کے داماد مکرم حضرت مفتی شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ کی، ۱۵؍ ماہ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ بارہ بجے دن میں آپ کی اس دارفانی سے دار بقا کی طرف رحلت ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کے انتقال کی خبر جہاں جہاں پہنچتی گئی، وہاں کے مسلمانان اہل سنت، عاشقان اعلیٰ حضرت ومحبان تاج شریعت میں غم واندوہ کی ایک لہر دوڑتی گئی، پوری فضا سوگوار ہو گئی اور موت العالم موت العالم (عالم دین کی موت عالم کی موت ہے) کا روح فرسا کرب واضطراب چھا گیا، رب غفور ورحیم آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

آپ ایک نیک باعمل عالم دین تھے حسن اخلاق اور تواضع و

انکساری کے پیکر تھے آپ کی پوری زندگی خدمت علم دین میں مصروف نظر آتی ہے آپ حضور تاج الشریعہ دام ظلہ النورانی کے فیوض و برکات کے حامل ایک ایسے روشن چراغ تھے جس کی لو سے ہزاروں ہزار لوگوں نے نور حاصل کر کے اپنے قلوب و اذہان کو منور کیا، آپ کی کرم فرمائیاں اور احسانات کی بدولت بہت سے علمائے کرام پر حضور تاج الشریعہ و دیگر مشائخ کرام کے خاص فیوض و برکات جاری ہوئے اس لیے بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ آپ ''محسن العلماء'' تھے صوفیانہ طرز معیشت زاہدانہ زندگی، علما نوازی شفقت و ایثار، جود و سخا، خنداں پیشانی و تبسم ریزی آپ کا طرۂ امتیاز تھا، آپ ایک بہترین شیریں کلام خطیب ہر دل عزیز تھے، آپ کے خطابات سے اسلام و سنیت و مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت ہوتی تھی، آپ اپنی تقریروں سے شہرت کے خواہاں نہیں تھے بلکہ ان سے آپ کی تمنا و آرزو یہ تھی کہ مسلک اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم خوب بلند ہو کر لہراتا رہے اور لوگ اسی پرچم حق کے نیچے زندگی گزار کر نجات و فلاح دارین سے ہمکنار ہوتے رہیں، نت نئے فقہی اختلافات اور ما بین العلماء تنازع سے، آپ بہت دکھی رہتے تھے اور ما بین العلماء وداد و اتحاد کے آپ متمنی بلکہ اس کے لیے آپ کوشاں رہتے اور اس کے لیے آپ نے بہت سے قیمتی مشورے بھی علمائے کرام کے سامنے رکھے ظاہر سی بات ہے، جب ہم سب مقلد ہیں اور موجودہ زمانے میں مجتہد کوئی نہیں اور ہم سب امام اعظم سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں تو یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ کسی ایک مسئلہ میں خواہ وہ مسئلہ قدیم ہو یا جدید کوئی حنفی جواز کا حکم لگائے جبکہ دیگر علمائے احناف اس کے عدم جواز کے قائل ہوں، کیا یہ بات بہتر بلکہ لازم وضروری نہیں ہے کہ کسی بھی مسئلہ مختلف فیہ میں ایک چھوٹا اپنے بڑے سے مراجعت کرے اور ایک شاگرد اپنے استاذ سے خط و کتابت کے ذریعہ مسائل مختلفہ فیہا میں جواز یا عدم جواز کے دلائل معلوم کرے اور ایرادات و اشکالات حل کرائے اور جب اس مسئلہ کے متعلق حکم جواز یا عدم جواز کے دلائل مستحکم ہو جائیں اور تمام ایرادات و اشکالات حل ہو جائیں اور اس میں کوئی گوشہ بھی تشنۂ تحقیق و تنقیح باقی نہ رہ جائے تو اصاغر و اکابر اور تلامذہ و اساتذہ کے اتفاق کے ساتھ جواز یا عدم جواز کا حکم بیان ہو، اگر ایسا ہو جائے تو ماحول بہت اچھا ہو جائے گا، فضا خوش گوار ہو جائے گی اور آپسی انتشار و اختلاف کا خاتمہ ہو جائے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) بہر حال حضرت مفتی شعیب رضا علیہ الرحمہ کے اندر فلاح قوم و ملت اور اتحاد اہل سنت کے لیے ایک درد تھا ایک تمنا تھی اور ایک عظیم کوشش تھی، فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء و رفع درجاتہ فی جنات العُلیٰ۔

صاحب فکر و نظر تھے حضرت مفتی شعیب
دین حق کے راہ بر تھے حضرت مفتی شعیب

ان کی فکر و رائے میں تھا اتحاد سنیت
کس قدر بالغ نظر تھے حضرت مفتی شعیب

دل میں اپنے درد رکھتے تھے وہ دین و قوم کا
نیکیوں کی راہ پر تھے حضرت مفتی شعیب

ان کے رخ پر روشنی تھی علم کی اعزاز کی
علم و عزت کے قمر تھے حضرت مفتی شعیب

ان کے مرقد پر ہو مولیٰ نور کی بارش فزوں
عاشق خیر البشر تھے حضرت مفتی شعیب

اس رضائے اعظمی پر ان کی شفقت تھی بہت
وہ کرم کے اک شجر تھے حضرت مفتی شعیب

از: مفتی احمد رضا اعظمی رضوی
تنویر الاسلام امرڈوبھا، ضلع بستی، یوپی

عالم کی موت عالم کی موت ہے

علم و ادراک کے ماہ کامل، علم و فضل کے ماہِ درخشاں داماد حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی شعیب رضا صاحب قادری رضوی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ اِس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے، مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ، کاتب تقدیر کا لکھا ہوا امر ہے، یہی وہ مقام ہے جہاں ہر فرد کو خواہی نخواہی سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے، ملک الموت کی

گرفت سے نہ کوئی جابر و سرکش بچ سکا ہے اور نہ کوئی فرشتہ صفت مطیع و فرماں بردار انسان بچ سکا، موت خدائی فیصلہ بھی ہے اور بنی نوع انسان کے لیے ایک مکمل درس عبرت بھی ہے، حضرت جب بھی الحاج احمد صاحب رضوی و ابراہیم بھائی جان کے یہاں ممبئی تشریف لاتے تو میں ضرور حاضر خدمت ہوتا، دعاؤں کی درخواست کرتا اور حضرت کی ملاقات سے میرے عزم و حوصلہ کو ایک نئی توانائی ملتی تھی، کیوں کہ مجھے پیر و مرشد حضور تاج الشریعہ کا دامن حضرت ہی کے توسل سے ملا ہے، اس بڑی نعمت کے علاوہ صوبہ مہاراشٹرا کے اکثر شہروں میں میرا حضرت کے ساتھ جانا ہوا، میں نے ہی دیکھا، نہ نذرونیاز کا مطالبہ، نہ ناراضگی و بدخلقی بلکہ ہر ایک کے ساتھ ایسے ملتے تھے، جیسے کوئی بہت پرانا شناسا یا بہت گہرا دوست ہو، بہرحال دنیاوی زندگی عارضی ہے اور اخروی زندگی دائمی ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کا مخلص نقیب حضور تاج الشریعہ کا حقیقی ترجمان، احقاق حق و ابطال باطل کا بے باک مبلغ، حق گوئی و بے باکی کا بے داغ آئینہ، اپنوں کے لیے شبنم، غیروں کے لیے شعلہ صفت شخصیت، علامہ مفتی شعیب رضا صاحب قادری نعیمی رضوی کی ہے۔

موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا ایک پیغام ہے

از: محمد مقیم اختر رضوی

خطیب و امام سنی جامع مسجد درگاہ، دیوان شاہ، بھیونڈی

بخدمت حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مجاہد سنیت حضرت مفتی شعیب رضا صاحب نعیمی کی رحلت کی خبر برق خاطف بن کر گری، حضرت مفتی صاحب نے کم عمری میں دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی جو خدمات انجام دی ہیں یقیناً وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، لکل شیء اجل مسمیٰ کے تحت وہ ہمارے درمیان سے رخصت ہو گئے، ان کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا انتہائی افسوس ناک ہے، ایسی متحرک وفعال شخصیت کا ان حالات میں داغ مفارقت دے جانا پوری جماعت کے لیے الم انگیز ہے۔

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ حضرت موصوف بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، آج سے ۲۳ رسال قبل میری ان سے اس وقت شناسائی ہوئی تھی جب انہوں نے دہلی میں اپنا ادارہ قائم کیا اور اسلام وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و استحکام کی تگ و دو شروع کی تھی، ان کی انتھک کوششوں سے دہلی جیسی سرزمین پر اہل سنت کو کافی فروغ حاصل ہوا، لوگوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے خوب خوب بیداری پیدا ہوئی، نہایت خلیق محنتی اور جفا کش عالم دین تھے، ادھر گزشتہ ایک دہائی سے زائد عرصہ سے دین وسنیت کی اشاعت کے لیے انہوں نے جو طوفانی دورے کیے اور اپنے نایاب اور مدلل خطابات سے اہل محبت کے دلوں پر جو گہرے نقوش رقم کیے ان کی تجلیاں برسوں مدھم نہیں ہوں گی، دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کے تمام اہل خانہ کو صبر وسکون عطا فرمائے، فقط والسلام۔

سوگوار: عبد المالک مصباحی

چیف ایڈیٹر رضائے مدینہ، جمشید پور

دامادِ حضور تاج الشریعہ مفتی شعیب رضا نعیمی کی رحلت

آج ۱۵ ر رمضان المبارک شریف مطابق ۱۱ ر جون بروز اتوار نماز ظہر سے قبل یہ انتہائی رنج و غم کی خبر آئی کہ دامادِ حضور تاج الشریعہ حضرت علّامہ مفتی شعیب رضا نعیمی صاحب قبلہ طویل علالت کے بعد رمضانُ المبارک کی مبارک ساعتوں میں مرکز اہل سنت بریلی شریف میں رحلت فرما گئے، مفتی شعیب رضا نعیمی صاحب کی شخصیت اہلسنّت کا عظیم سرمایہ تھی، ان کا وصال ملّت کا عظیم نقصان ہے، اس عظیم سانحہ پر پوری دنیائے اہلسنّت پر غم کی لہر دوڑ گئی ہے اور اس رنج و غم کے موقع پر آل انڈیا سنّی جمعیۃ العلماء مالیگاؤں و مولانا عبد الحی نسیم القادری صاحب کی جانب سے خانوادۂ حضور تاجُ الشّریعہ و خانوادۂ مفتی شعیب رضا نعیمی صاحب کو تعزیت پیش کی جاتی ہے، اللہ ربُّ العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل حضرت مفتی شعیب رضا نعیمی صاحب کے درجات کو

بلند تر فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل واجر عظیم عطا فرمائے اور اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلم اللہ علیہ وسلم۔

سوگوار

محمد وصی احمد رضوی اشفاقی، دربھنگہ بہار

علامہ شعیب رضا کے چاہنے والو! آؤ تجدید وعدہ وفا کرلیں

مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان تھا وہ، اس مرد مجاہد کے وصال پر سوشل میڈیا پر تعزیتی پیغامات نے علما سے لے کر عوام الناس تک کو غموں کی دھوپ میں کھڑا کر دیا، اس کی رحلت نے عالم اسلام کو اشکبار کیا، آخر کیا خاص بات تھی اس مرد مجاہد میں؟ ہاں میں نے بہت قریب سے دیکھا اور جانا تھا انہیں، راہ استقامت میں وہ اپنی مثال آپ تھے، حق گوئی و بے باکی اور تصلب فی الدین ان کا ایمانی زیور تھا، جہاں اوروں کو پھسلتے پایا وہاں انہیں مسکراتے دیکھا، ان کی خلوت وجلوت، ان کے ظاہر و باطن کا محور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت تھا، انہیں اس راہ میں انتہائی مخلص پایا، علامہ شعیب رضا سے وابستہ جملہ اہل محبت کو رفاعی مشن کا صرف یہی پیغام وفا ہے کہ موصوف رب کے جوار رحمت میں چلے گیے، مگر تمامی اہل محبت کو ایک مشن اور زندگی کا عظیم مقصد دے گیے، وہ مشن و عظیم مقصد مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ واشاعت ہے، آؤ اس عظیم مہینے میں اپنے سالار قافلہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت اس طرح پیش کریں، اے سالار قافلہ اللہ تجھے غریق رحمت کرے، ہم تجدید وعدہ وفا کرتے ہیں کہ تمہارا مشن ہماری زندگی کا مقصد ہوگا، آمین

اللھم اغفرہ وارفع درجاتہ بسیدنا محمد وآلہ

قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشمے نور کے

سید محمد رضوان شافعی رفاعی

موت اس کی ہے، کرے جس کا زمانہ افسوس

عالم باعمل، متبع سنت پابند شریعت، داماد تاج شریعت، حضرت علامہ مفتی شعیب رضا قادری صاحب قبلہ نعیمی آج داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے معبود حقیقی سے جا ملے، آہ جانے والے میں بے شمار خوبیاں تھیں ع

ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

قرآن عظیم کا واضح اور اٹل فرمان ہے: **کل نفس ذائقة الموت**۔ ہر کسی کو ایک دن دار فانی سے دار باقی کی طرف رخصت ہونا ہے مگر کامیاب وہی ہے جو عشق رسول کی تنویر سے دل کو مستنیر کر کے دنیا سے رخصت ہوا، حضرت مفتی صاحب قبلہ بھی انہیں اشخاص میں سے تھے جن کا سینہ نہ صرف یہ کہ خود عشق مصطفےٰ ﷺ کا مدینہ تھا بلکہ جانے کتنے سینوں کو عشق رسول کا مدینہ بنانے والے تھے، اس لئے جانے والے کی خود کی کیفیت تو یہ ہے کہ "آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی" اور ان کے پسماندگان کی کیفیت "فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا" اور قدسیان سما کی کیفیت یہ ہے کہ وہ عرش پر دھومیں مچانے میں مصروف ہیں، عرش پر دھومیں مچیں، وہ مومن صالح ملا، فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب کریم جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے مالا مال فرمائے، آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم

شریک غم: محمد مسیح الدین حشمتی غفرلہ القوی

خادم التدریس والافتاء جامعہ غوثیہ عربی کالج اترولہ ضلع بلرامپور

نکلا مرا جنازہ بڑے دھوم دھام سے

گل گلزار رضا علامہ مفتی شعیب رضا قادری علیہ الرحمہ کی روح پر فتوح کو درجۂ شہادت، ایام مغفرت، سوالات قبر سے برأت، نیز طفیل تاج الشریعہ نجات کی ضمانت مبارک ہو خدائے کریم انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

نکلا مرا جنازہ بڑے دھوم دھام سے

ماحول گونجتا تھا درود وسلام سے

جب سے سنا ہے قبر میں سرکار آئیں گے

دیوانے جھوم اٹھتے ہیں مرنے کے نام سے

سویا ہوا ہے قبر میں اک عاشق رسول
اے قدسیو! جگانا ذرا احترام سے
ثاقب بھلا وہ آگ ہمیں کیا جلائے گی
جو کانپتی ہے عشق محمد کے نام سے

سوگوار: ثاقب القادری رضوی مصباحی
بانی و مہتمم مدرسۃ النور، نوری کالونی، بنارس

یاد مفتی شعیب رضا

مفتی شعیب رضا نعیمی مرحوم و مغفور کی زندگی کے آخری ایام بڑے قابل رشک تھے، وہ زیادہ تر علمی ابحاث میں محو گفتگو رہتے، جس کا کچھ مشاہدہ احباب نے بھی سوشل میڈیا پر کیا ہوگا، فقیر نعیمی روبرو کی ملاقاتوں کا شاہد ہے، وہ آپریشن کے بعد جب ممبئی سے واپس آئے تو زیادہ تر مذہبی و ملی امور پر ہی گفتگو کرتے اور بڑی نفیس و محققانہ! لگتا تھا کہ جیسے بیمار صرف جسم ہوا ہے، روح اور توانا ہوگئی ہے، لیکن! کیا معلوم تھا کہ یہ چند دنوں کی بہار تھی، رب قدیر انہیں جنت کی بہاروں میں شاد رکھے۔

سوگوار: غلام مصطفےٰ نعیمی
چیف ایڈیٹر: ماہنامہ سواد اعظم دہلی

ایک اور علم وفضل کا آفتاب غروب ہوگیا

۱۵ر رمضان المبارک اتوار کو داماد تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی عالم فانی سے عالم بقاء کی جانب کوچ کر گئے، یہ خبر ہمارے اور آپ کے بیچ انتہائی افسوس کی باعث بنی رہی، مذکورہ تاریخ کو میرے محسن استاذ مولانا مبشر حسن نوری، مدرس جامعہ اہلسنت صادق العلوم، ناسک نے علامہ موصوف کے انتقال کی خبر مجھے وہاٹس ایپ پر دی، اس سے قبل رضا اکیڈمی ممبئی کے بانی الحاج سعید احمد نوری نے انتقال کی غمناک خبر سنائی، جس نے دنیائے سنیت کے عوام وخواص کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، چند ہی لمحے میں یہ خبر سوشل نیٹورکنگ کے ذریعے ملک و بیرون ملک میں آگ کی طرح پھیل گئی، کچھ ہی دیر میں مجھ سے وابستہ افراد کے موبائل فون آنا شروع ہوگئے، ہر کوئی سچائی جاننا چاہتا تھا، کوئی کہہ رہا تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا ہے تو کوئی کہہ رہا تھا، سچ میں (تعجب بھرے لہجہ میں) بالآخر چہار جانب سے آنے والی خبر نے خود بخود معتبر ہونے کی تصدیق کر دی، جس پر ہر کسی نے سکوت اختیار کر لیا، تجہیز و تکفین کے بعد مساجد و مدارس میں ان کی روح کو ایصال ثواب کیا جانے لگا۔

راقم کی پہلی ملاقات: یوں تو ناسک شہر سنیت کا قلع کہلاتا چلا آرہا ہے، جہاں پر کسی نا کسی بزرگ سے منسوب جلسے جلوس منعقد ہوتے رہتے ہیں، اسی طرح ناسک میں کسی تقریب کے موقع پر داماد تاج الشریعہ کی آمد ہوئی، اس وقت حضرت کا قیام شہر کی معروف شخصیت اقبال خطیب کے مکان پر ہوا، بلکہ یوں کہئے حضرت کا قیام تادم حیات انھیں کے مکان پر ہوتا رہا، اس دن میں بھی نماز عصر کے بعد گھومتے پھرتے اقبال خطیب کے مکان پر جا پہنچا، جہاں پر حضرت توصیف سر اور بابا خطیب بیٹھے ہوئے تھے، سلام و مصافحہ کے بعد حضرت نے نزدیک رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا، تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد بابا خطیب کی جانب سے چائے کا پیالہ پیش کیا گیا، چائے نوش کرنے کے بعد حضرت سے رخصت کی اجازت طلب کر کے اپنے مادر علمی جا پہنچا، اس وقت میں جامعہ اہلسنت ناسک میں زیر تعلیم تھا۔

دوسری ملاقات: تعلیم کا سفر جاری رہا، کچھ مہینوں بعد ناسک کے امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر میں دار الافتاء کا قیام عمل میں آنا تھا، اس موقع پر حضرت کی تشریف آوری ناسک ہوئی، حضرت کی موجودگی میں دار القضاۃ کا قیام عمل میں آیا، جس کی خبر پرنٹ میڈیا رسائل و جرائد کے ذریعے ملک بھر میں عام کرنے کی بات کہی، فوراً بابا خطیب نے میرا تذکرہ کیا، جس پر حضرت نے حاضری کا حکم دیا، رات دس بج رہے تھے کہ بابا خطیب کا فون آیا کال ریسیو کرنے پر معلوم ہوا حضرت یاد فرما رہے ہیں، راقم تمام کام چھوڑ کر حاضر خدمت ہوا، اس سے قبل بابا خطیب میرا مختصر تعارفی خاکہ پیش کر چکے تھے جس پر حضرت نے مسرّت کا اظہار فرمایا، بتا دیں کہ اس وقت میں صحافت کی دنیا میں قدم جمانا سیکھ رہا تھا،

دوران گفتگو حضرت نے دارالافتاء کی نیوز کو ریج کرنے کو کہا اور یہ بھی کہا کہ کل کے اخبار میں نشر ہونی چاہئے، رات گیارہ بج چکے تھے، ٹائٹل پیج تیار ہو چکا تھا، یہاں پر اگر اعلیٰ حضرت کی کرامت کہی جائے تو بیجا نہیں ہوگا، ایڈیٹوریل ڈپارٹمنٹ سے رابطہ کرنے پر ایک خبر ہٹا کر دارالقضا کی خبر ایڈ کر دی گئی، دوسرے دن وہ خبر ملک میں ہوا کی مانند پھیل گئی، اس وقت علامہ شعیب رضا صبح کی فلائٹ سے دہلی پہنچ چکے تھے، دارالافتاء کی خبر دہلی میں پڑھنے کے بعد بے حد خوش ہوئے اور مجھے دعاؤں سے نوازا۔

علامہ شعیب رضا نعیمی کو جب اس بات کا علم ہوا کہ راقم کا تعلق الٰہ آباد کوشامبی سے ہے تو اور زیادہ قربت حاصل ہو گئی، چونکہ اس علاقے میں حضرت کے کئی دورے ہو چکے تھے، خاص بات یہ کہ سرکار مفتی اعظم ہند خود اپنے دور حیات میں افضل پور واری، سراتھو کوشامبی میں یکہ کی سواری میں بیٹھ کر تشریف لائے تھے، اس وقت میرے ننہال میں کافی تعداد میں مرد و خواتین نے سرکار مفتی اعظم ہند کے دست پر بیعت حاصل کی، مفتی اعظم کو ہمارے وطن لانے والے آپ کے سکریٹری ڈاکٹر انصاری زماں صاحب تھے۔

میرے پیچ جب بھی کوئی پیچیدہ مسائل درپیش ہوتے تو علامہ شعیب رضا صاحب سے رجوع کرتا، علامہ موصوف رحمہ اللہ تشفی بخش جواب عنایت فرما کر میرے مسائل حل فرما دیتے تھے، اللہ رب العزت علامہ شعیب رضا نعیمی کی قبر پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے اور قبر کو تاحد نظر کشادہ فرمائے، آمین۔

سوگوار: محمد رضا نوری

جرنلسٹ، ناسک، مہاراشٹرا

ایک درخشاں ستارہ ٹوٹ گیا

مورخہ ۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱؍جون ۲۰۱۷ء بروز اتوار بعد نماز ظہر برادر اصغر حضرت مفتی محمد ارشد نعیمی بدایونی کا میسیج موصول ہوا کہ ابھی کچھ دیر پہلے عالم باعمل مفتی اہلسنت ناصر مسلک اعلیٰ حضرت حضور مفتی محمد شعیب رضا قادری رضوی نعیمی داماد وخلیفہ حضور تاج الشریعہ کا بریلی شریف میں وصال ہو گیا، اتنا سننا تھا کہ میرا کلیجہ فرط غم سے کانپنے لگا، ذہن وقلب پر ایک عجیب سی کیفیت چھا گئی اور زبان سے بے ساختہ انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا اور پھر اسی کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی، کچھ لمحے بعد جب ہوش آیا تو آپ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب مع اعزہ واحباب کیا، حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی ذات پاک عالم اسلام سے مخفی نہیں، یوں تو آپ بہت سارے خصائل جمیلہ کے پیکر تھے مگر فقیر کو جو وصف آپ کا سب سے نمایاں نظر آیا وہ آپ کا اخلاق پاک تھا کہ آپ سے ملنے والا آپ کی اخلاقی کیفیت کو دیکھ کر آپ کا شیدائی ہو جاتا تھا، یہ وصف آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھا، اللہ عزوجل نے آپ کو علم وفکر کے ساتھ ساتھ اخلاق کریمانہ کا بھی گوہر عطا فرمایا تھا کہ جس کی بدولت آپ نے ہزارہا افراد کے قلوب کو اپنے قلب میں جگہ دے رکھی تھی، میں نے اس چیز کا بارہا مشاہدہ کیا کہ آپ کے اندر نرم روی، تحمل، برداشت، صبر، خوش اخلاقی شفقت، موانست، منکسر المزاجی اور ہمدردی وغیرہ یہ سب اوصاف حمیدہ موجود تھے، آپ کی زندگی کے اکثر لمحات تبلیغ وارشاد، اخلاق وللّٰہیت علم وعمل عبادت و ریاضت، خوف وخشیت زہد وورع تقویٰ وطہارت اور عفو ودرگزر جیسے اوصاف میں گزرتے گئے، آپ ہمیشہ شجر اسلام کی آبیاری میں رواں دواں نظر آتے تھے، اپنی تحریر وتقریر کے ذریعے آپ نے ہمیشہ دین متین کی خدمت انجام دی، ملک بیرون ملک میں آپ کے محبین ومعتقدین کا ایک جم غفیر نظر آتا ہے، عشق خدا اور رسول جلت عظمتہ وصلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا قلب ہمیشہ سرشار نظر آتا، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں آپ نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہر ممکن کوشش کرتے کہ کسی طرح عوام، اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے، راقم التحریر اس بات کا خود عینی شاہد ہے کہ مفتی صاحب قبلہ اپنے ہر قول وفعل میں سنت رسول کا اتباع کرتے تھے اور نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا احیاء فرماتے تھے اور یہ سب ثمرہ تھا، فیضان اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا وافاض علینا من برکاتہ ونعمائہ کا جو

آپ پر ابر نیساں کی طرح چھن چھن کر برستا تھا، جس کی اک اک بوند آپ کے اوصاف میں اضافہ فرماتی رہتی تھی۔

جس نے بھی آپ کی زیارت کی یا آپ سے اکتساب فیض کیا یا آپ کی ارادت میں آیا، اس پر یہ اظہر من الشمس واجلی من القمر ہوا ہوگا کہ آپ کی جاذب نظر شخصیت کو جس نہج سے دیکھا جائے آپ کی شخصیت کا ہر باب چمکتا دمکتا دکھائی دیتا ہے، سرزمین گنور یہ ضلع بلرام پور (حفظہ النور عن کل شرور) میں آپ کے معتقدین کافی موجود ہیں، ہر کوئی آپ کا مدح خواں ہے اور کیوں نہ یہ سب ثمرہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی پکی عقیدت کا، جو آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری تھی، میں نے اپنے استاذ المکرم عاشق شفیع امم قاطع نجدیات ماہر نعیمیات حضرت مفتی محمد سلیمان صاحب نعیمی برکاتی نائب مفتی اعظم مرادآباد حفظہ اللہ تعالیٰ عن کل شر وفساد جو آپ کے بھی استاذ ہیں، ان کو بارہا فرماتے ہوئے سنا کہ زمانہ طالب علمی میں مفتی محمد شعیب رضا قادری نعیمی علیہ الرحمہ کی عادت کریمہ تھی کہ اپنے اسباق کی پابندی میں منہمک رہتے، ہر فضول و لایعنی باتوں سے دوری اختیار فرماتے اور اپنے اساتذۂ کرام کے ادب میں پہل کرنے میں سستی نہیں برتتے، اک ذہین وفتین اور اعلی صلاحیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت کے بھی پابند تھے۔

یقیناً اللہ رب العزت نے آپ کو علم کے ساتھ ساتھ عمل کی بھی روشنی عطا فرمائی تھی، جس کی تابنا کی لوگوں کی نگاہ کو خیرہ کرتی تھی، جہاں آپ ایک شاندار مفتی وقت تھے، وہی بہترین مدرس بھی، اگر ایک طرف آپ عمدہ خطیب تھے تو دوسری طرف سلجھے ہوئے مصنف بھی، فتویٰ نویسی جیسا کہ اس کا حق ہے آپ اس میں ید طولی رکھتے تھے، مرکزی دارالافتاء بریلی شریف میں بیٹھ کر آپ وہاں سے فتاوے صادر فرماتے، صوبہ کشمیر نیپال بلرام پور ناگ پور سے آپ کے پاس کافی فتاوے پہنچتے، آپ ان سب کا مدلل ومفصل جواب عنایت فرماتے، قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضور مفتی شاہ محمد اختر رضا قادری تجلی اللہ تعالیٰ علیہ بشانہ الغفاری کی آپ پر خصوصی نظر رہتی، جس کی وجہ سے آپ کی عزت وعظمت دن بدن دوبالا ہوتی رہتی، بلاشبہ آپ کی ذات ہمارے لئے خدائے پاک کا انمول تحفہ تھی، افسوس صد افسوس ہم آپ کی ذات سے کما حقہ فیض حاصل نہ کر سکے اور آپ ہم سب کو داغ مفارقت دے کر ہمیشہ کے لئے چلے گئے، اللہ لم یزل آپ کے مرقد انور پر اپنے فضل وکرم کی بارش برسائے اور آپ کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عنایت فرمائے، آمین۔ ؎

علم وفن کا ماہ تاباں چلا گیا
فکر وفن کا گوہر افشاں چلا گیا

حسن کرم کے پھول کھلائے گا کون اب
وہ کیا گئے کہ جشن بہاراں چلا گیا

اخلاق میں عظیم، مروت میں بے مثال
شریں کلام بزم محباں چلا گیا

مسلک اعلیٰ حضرت کا جو ناصر رہا
مسلک حق کا قلمداں چلا گیا

سوگوار: محمد راشد نعیمی بدایونی
بانی ومہتمم مدرسہ اہلسنت گلشن رضا، تلسی پور ضلع بلرام پور، یوپی

ہمیشہ تم میری یادوں میں رہو گے

اس دار فانی میں جو آیا ہے، وہ اک دن ضرور اس دنیا کو چھوڑ کر جائے گا، مگر کچھ جانے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی زندگی کے لافانی نقوش لوگوں کے دلوں پر نقش کر جاتے ہیں، جو مٹائے نہیں مٹتے، جن کی یاد ہمیشہ قلب وذہن کو متاثر کرتی رہتی ہے، وہ کچھ ایسے کارنامے اس دنیا میں کر جاتے ہیں کہ ملت اسلامیہ ان کو یاد کر کر کے آنسو بہاتی ہے، انہیں ذوات قدسیہ میں اک ذات گرامی محسن ملت اسلامیہ، ناشر مسائل شریعہ، داماد تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد شعیب رضا قادری نعیمی رضوی بجنوری ثم بریلوی تغمدہ اللہ تعالیٰ علیہ بفضلہ الحاوی کی ہے جو اپنے اخلاق وکردار علم وعمل زہد وورع احتیاط فی الشرع کی بدولت مقبول خاص وعام بفضل

رب الانام تھے، اللہ عزوجل نے جہاں آپ کو بیشمار خوبیوں کا جامع بنایا، وہی آپ کے چہرے کو ایسا بارونق کیا تھا کہ اوّل نظر دیکھنے والا، آپ کا گرویدہ ہوجاتا، شجر اسلام کی آبیاری فرمانا، آپ کی زندگی کا مقصد اوّل رہا، آپ نے ہند بیرون ہند میں مسلک اہلسنت۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب نشرو اشاعت فرمائی، اس بات کا فقیر خود عینی شاہد ہے کہ کئی اسفار میں نے آپ کے ساتھ کئے، دوران سفر بھی آپ کے اطوار وطریق خدمت اسلام میں وقف نظر آتے، میرے آپ سے بہت قریبی مراسم رہے، میں جب دارالعلوم جامعہ نعیمیہ مرادآباد حفظہ اللہ تعالیٰ عن کل شر وفساد میں زیر تعلیم تھا، آپ کا اکثر وہاں آنا ہوتا، کبھی عرس حضور صدرالافاضل میں، کبھی مدرسہ میں بحیثیت ممتحن اور کبھی تقاریری پروگرام میں تشریف لاتے اور یہ میری خوش نصیبی رہتی کہ آپ کا قیام میرے ہی روم پر ہوتا اور میں آپ سے کافی علمی استفادہ کرتا، بلاشبہ آپ جماعت اہل سنت کے اک مستند عالم دین تھے، آپ کا وصال یقیناً جماعت اہل سنت کا عظیم نقصان ہے۔

فقیر کے دل پر اس وقت کافی صدمہ پہنچا، جب ۱۵ ررمضان المبارک بروز اتوار ۱۴۳۸ھ کو یہ خبر حولناک سننے کو ملی کہ مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا، دل سے بے ساختہ انا للہ و انا الیہ راجعون نکلا اور فوراً بریلی شریف جانے کا قصد کیا، جب بریلی شریف پہنچا تو دیکھا کہ آپ کا جسد خاکی حضور ازہری میاں قبلہ کے دولت کدہ پر رکھا ہوا ہے، جیسے ہی میری نظر آپ کے چہرے پر ضیا پر پڑی آنکھوں سے آنسوں کی برسات شروع ہوگئی، آپ کے ساتھ میں نے جو بھی ایام گزارے سب مناظر یاد آنے لگے، آپ کے چہرے مبارک پر ایسے نور کی بارش ہورہی تھی گویا کہ آپ ابھی ابھی سیر جنت سے واپس ہوئے ہیں اور ایسا کیوں نہیں ہو کہ آپ خدا اور رسول جلت عظمتہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے، رات بھر آپ کے چہرے پاک کا دیدار کیا اور صبح بعد نماز فجر ۱۶ ررمضان المبارک بروز پیر حضور ازہری میاں قبلہ نے آپ کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور آپ کو نمناک آنکھوں سے سٹی قبرستان بریلی شریف میں حضور اعلی حضرت رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا وافاض علینا من برکاتہ ونعمائہ کے والد ماجد کے متصل دفن کیا گیا، اللہ عزوجل آپ کے مرقد پر اپنے فضل وکرم کی ہمیشہ بارش برسائے اور آپ کی مغفرت فرما کر دارالجنان میں آپ کو سکون بخشے، آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

طالب خیر: محمد ارشد نعیمی قادری ککرالوی بدایونی

خلیفہ حضور سیدنا شیخ مفتی سید محمد عبدالجلیل قادری ضیائی مدنی مدینہ منورہ

جماعتی شیرازہ بندی کا جذبہ صادق رکھنے والا نہ رہا

رمضان المبارک کی وہ مبارک مگر اداس شام تھی جب مجھے جماعت اہل سنت کے بے باک ترجمان، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے خادم اور ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کے لئے جدوجہد کرنے والے مخلص عالم دین حضرت مولانا شعیب رضا قادری صاحب علیہ الرحمہ کے انتقال پرملال کی خبر مجھے پٹنہ میں موصول ہوئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا شعیب رضا صاحب کی رحلت حقیقۃً ایک عالم نہیں پورے عالم کی موت ہے، وہ اپنے آپ میں واقعی ایک انجمن تھے، ملک کے ہر حصہ کے علماء سے ان کے والہانہ روابط تھے اور ذاتی نوعیت کے نہیں جماعتی نوعیت کے تھے، ان کی کوشش تھی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت کا پرچم ہر سو لہرا دیا جائے اور پوری جماعت ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہوجائے تاکہ اسلام دشمن عناصر کا مقابلہ اور اسلامی اقتدار کے فروغ کا کام آسان ہوجائے مگر افسوس عالمانہ زندگی کے اس سفر میں موت آڑے آگئی اور ان کا مشن ان کی زندگی میں ادھورا رہ گیا، اللہ تعالیٰ ان کی دینی خدمات قبول فرمائے اور ان کی مخلصانہ سوچ کا انہیں بہتر اجر عطا فرمائے۔

مجھ سے ان کی ملاقات دہلی، ممبئی، بریلی شریف مختلف مقامات پر ہوئی، جب بھی ان سے ملاقات ہوئی، محبت بھرے انداز میں خیریت پوچھی اور دعاؤں سے نوازا، ان کے ٹوٹ کر ملنے کا انداز دل میں اتر جانے والا ہوتا اور وہ واقعی ہمارے دل میں اترے ہوئے تھے اور اب بھی ان کی جگہ ہمارے دل میں ہے، ان کے لہجہ میں

مٹھاس بھی تھا اور آواز میں کشش بھی اسی کشش کا اثر تھا کہ نوجوان علما کی ایک ٹیم ان سے وابستہ تھی، یقیناً ان کی رحلت سے جماعت کا نقصان ہوا ہے اور ان سے وابستہ علما کے حوصلے کو ٹھیس پہنچی ہے، خدائے پاک شکستہ دلوں کے حوصلے بلند فرمائے تاکہ وہ اپنے مشن پہ لگے رہیں کہ یہ بھی ان کے ایصال ثواب کی بہترین صورت ہے۔

قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ اور ان کے گھر والوں کو اس حادثہ سے جو صدمہ پہنچا ہے اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے بالخصوص حضور تاج الشریعہ جو خود ابھی مسلسل علالت کے شکار ہیں، انہیں اس حادثہ سے جو تکلیف پہنچی ہے، اس کے احساس سے ہی ان کے متوسلین و مریدین کی آنکھیں نم اور دل اداس ہے، پروردگار عالم حضرت مولانا شعیب رضا صاحب کو غریق رحمت فرمائے اور حضور تاج الشریعہ کو اس صدمہ کو سہنے کا حوصلہ عطا فرمائے اور انہیں صحت کلیہ عطا فرمائے، آمین۔

سوگوار: غلام رسول بلیاوی

صدر ادارہ شرعیہ بہار، ایم ایل سی، بہار

تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی

علامہ مولانا شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ کی موت بہت سارے جنون خیز جذبوں کی موت ہے، ہم انہیں دیکھتے تھے کہ جب بھی کہیں سے اگر کوئی سر پھرا بریلویت مخالف نشتر چلاتا تو موصوف کی طبیعت مضطرب ہو جاتی خود لکھتے اور دوسروں کو لکھنے کی ترغیب دیتے خود بولتے اور دوسروں کو بولنے کا حوصلہ بخشتے، مسلک اعلیٰ حضرت کے درد میں یہاں وہاں کہاں کہاں کشاں کشاں دورے پر دورہ کرتے رہتے، موصوف ایک اچھے عالم، عمدہ فاضل اور فقہ و افتا کی باریکیوں پر نظر رکھنے والے تھے، ایک دیدہ ور متقی تھے گفتگو میں قناعت، تقریر میں وزن اور تحریر میں شگفتگی ان کا نمایا وصف تھا اور سونے پر سہاگہ یہ کہ داماد تاج الشریعہ کی حیثیت سے پلکوں میں سجائے جاتے، دلوں میں بٹھائے جاتے تھے، ان سے مستقبل میں بہت ساری امیدیں وابستہ تھیں مگر افسوس کہ ان کے ساتھ وہ تمام تمنائیں زینت زمین ہو گئیں، ظاہر ہے ان کے جانے کا غم تمام محبان رضویات و بریلویات کو ہے، اللہ تعالیٰ جہان سنیت کو ان کا نعم البدل بخشے اور تمام نمائندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور موصوف کے درجات بلند فرما کر کروٹ کروٹ انہیں جنت الفردوس کی بہاروں کے شادکام فرمائے آمین۔

شریک غم خاندان تاج الشریعہ

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، الجامعۃ الرضویہ

مفتی شعیب رضا نعیمی! ایک سچے وارث نبی تھے

حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ کے اس عالم ظاہری دنیا سے تشریف کے جانے کے بعد آج تک تعلیمات دین کو عام و تام کرنے میں علمائے دین نے جو عظیم خدمات انجام دیں، وہ تاریخ کا ایک سنہرہ باب ہے، جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

آپ کے بعد نت نئے فتنوں نے جنم لیا، اسلام کے خلاف پروپگنڈے کئے گئے، وقت کے بڑے بڑے فراعنہ نے ظلم و جبر کی انتہا کر دی، کہیں علمائے حق کو حق سے باز رکھنے کے لئے انہیں قید و بندی کی سزائیں سنائی گئیں، تو کہیں تختہ دار پر چڑھایا گیا اور کبھی اسلامی تعلیمات میں تحریف و تنقیض کر کے مسلمانوں کے درمیان فرقوں کو وجود دیا گیا، لیکن الحمد للہ خالق کائنات نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کے صدقے علمائے حق کو وہ قوت بخشی کہ وقت کے ہر فتنے اور باطل فرقے کا علمی و عملی جواب دیا، ایسے ہی فتنوں میں چودہویں صدی کا ایک عظیم فتنہ فرقۂ دیوبندیت و وہابیت بھی ہے، جسے انگریزوں نے اپنے مفاد کی خاطر فروغ دیا، یوں تو علمائے حق نے ابتدا سے ہی اس کا رد و ابطال کیا لیکن فرقہائے باطلہ کے رد تبلیغ کا سہرا عاشق رسول، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے سر ہے، آپ نے پوری زندگی احقاق حق و ابطال باطل کے لئے وقف کر فرمادی، آپ کے بعد آپ کے جانشین حضور حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ نے اسی مشن کے آگے بڑھایا اور اب موجودہ وقت میں اسی مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت کی سچی ترجمانی کا حق وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم

ہند مرشدی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری مدظلہ العالی فرمارہے ہیں، آپ ایک کامیاب مدرس ماہر مفتی اور مبلغ ہی نہیں بلکہ اس وقت ہی اہلسنت کے امیر ہیں۔

اچانک ۱۵/رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ کو ۱۲/بجے دن کو آپ کے داماد حضور مفتی شعیب رضا قادری نعیمی علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر موصول ہوئی، جس کو سن کر دل کو کافی رنج ہوا، تاج الشریعہ کو جو قلبی تکلیف پہنچی ہے، ہم اس کا اندازہ نہیں کرسکتے، ہم حضرت کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

حضور مفتی شعیب رضا صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سرکار تاج الشریعہ کے نائب کی حیثیت سے ملک و بیرون ملک کی بے شمار تقریبات میں مسلک کی خدمت کا شرف حاصل کیا، اس کے علاوہ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے سیمیناروں میں اپنے گرانقدر مقالات کے ساتھ شرکت فرمارہے تھے، فقیر کو متعدد پروگراموں میں حضرت کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل رہی، خوشگوار ملاقاتیں رہیں، حضرت اپنائیت سے ملتے، ہم غلاموں کی حوصلہ افزائی فرماتے، مزید دینی و مسلکی کام کا جذبہ دلاتے، اپنی طرف سے ہر ممکن تعاون فرماتے تھے، حضرت کی علالت پریشان کن تو تھی ہی، لیکن وصال کی خبر نے تو صدمہ جانکاہ سے دوچار کیا، اللہ کریم اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے حضرت کو غریق رحمت فرمائے اور درجات کو بلند فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم غربا اہلسنت کو حضرت کا نعم البدل فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم و علیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

خاکسار: جمال احمد صدیقی علیمی

سنی سلیمانیہ مسجد، ساکی ناکہ، ممبئی

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

اس عالم آب و گل میں جو بھی آتا ہے، جانے کے لئے ہی آتا ہے اور جانے والا اپنے پیچھے اپنے رشتہ دار دوست واحباب کو سوگوار چھوڑ جاتا ہے لیکن کچھ جانے والے ایسے بھی ہوتے ہیں، جن کے جانے سے صرف رشتہ دار اور متعلقین ہی مغموم نہیں ہوتے ہیں بلکہ اطراف واکناف کے علاقے بھی ماتم کدہ بن جاتے ہیں، ایسے ہی جانے والوں میں داماد حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی شعیب رضا قادری نعیمی علیہ الرحمہ ہیں جنھوں نے احباب و اقارب اور قرب و جوار کے لوگوں کو سوگوار چھوڑ کر اس دار فانی کو خیر آباد کہہ دیا۔

مولانا مرحوم خطیب وقت بڑے خوش مزاج اور ہر دل عزیز انسان تھے، زبان شیریں تھی، خطابت کا جوہر ایسا تھا کہ بات دلوں میں اتر جاتی تھی، انہوں نے اپنی پوری زندگی مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں گزار دی یعنی ہمیشہ ملت کی اصلاح کی فکر کرتے رہے، حضرت اپنے انداز خطابت اور اسلوب تربیت سے ہزاروں افراد کے دلوں پر راج کرتے رہے، اپنی گفتگو اور خلق حسن سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہے، ہمیشہ سنیت کے فروغ واستحکام کے لئے کوشاں رہے۔

مولانا مرحوم کی بیماری کی اطلاع موصول ہوئی مگر اس حادثہ کا اندیشہ نہ تھا کیوں کہ ان کی عمر کے پیش نظر دل کو یہ تسلی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے گا اور وہ دینی و علمی خدمات میں دوبارہ مصروف ہوجائیں گے لیکن کیا مقدرات پر کسی کا زور چلا ہے؟ مولانا مرحوم لمبی علالت کے بعد خالق حقیقی کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے کوچ کر گئے، ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ و کل شئی عندہ باجل مسمیٰ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بلاشبہ حضرت مولانا کی وفات ملت اسلامیہ کے لئے عمومی طور پر اور اہل بریلی کے جملہ احباب کے لئے خصوصی طور پر ایک بہت بڑا خسارہ ہے لیکن قضاوقدر کے فیصلے پر صبر و شکیب کے علاوہ چارۂ کار نہیں، لاریب یہ حادثہ ایسا دل و دماغ کو متاثر کرنے والا ہے جس کا اثر بہت دنوں تک قائم رہے گا۔

راقم السطور اپنے تمام اہل خانہ اور جامعہ چشتیہ (محلہ خانقاہ پورن پور پیلی بھیت شریف یوپی) کی جانب سے مولانا مرحوم کے

انتقال پر ملال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے، جملہ اقارب و لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے پسماندگان کے لئے اس شعر کے ساتھ صبر جمیل کی دعا کرتا ہے:

فاصبر لکل مصیبة و تجلد
واعلم بأن المرا غیر مخلد
فاذا ذکرت مصیبة و مصابه
فاذکر مصابك بالنبی محمد

اللھم اغفر له وارحمه وادخله جنة الفردوس الاعلی مع الابرار والصدیقین وعباد الله الصالحین۔

محمد ذیشان حنفی

وارد حال: الازہر یونیورسٹی، قاہرہ مصر

جانے والے تیرا خدا حافظ

اس عالم رنگ وبو میں موجود ہر نفس پر موت کا طریان ہونا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: کل نفس ذائقة الموت (ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے) نیز دوسری جگہ صاف ارشاد ہے: کل من علیھا فان الخ (دنیا میں موجود ہر شئی کو فنا ہونا ہے) بقا دوامی صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذات کو حاصل ہے، پھر خدائے قہار وجبار کی طرف سے یہ بھی متعین کر دیا گیا ہے کہ کس کو کب اور کہاں لقمۂ اجل بننا ہے، فرمان عالی شان ہے: لن یوخر الله نفسا اذا اجلھا (جب کسی نفس کو موت آنی ہے اس سے ایک پل بھی اللہ تعالیٰ موت کو مؤخر نہیں فرمائے گا) اس امر مسلم اور واقع سے کسی کو رستگاری نہیں ہے، اس راہ سے ہر ایک کو صرف ضرور گزرنا ہے اور اپنے وقت متعین پر روح کو قفس عنصری سے ضرور پرواز کرنا ہے گرچہ اس سے بچنے کا انتھک کوششیں اور پختہ تدبیر بروئے کار لے آئی جائیں۔

ارشاد مولائے علیم وخبیر ہے: اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ۔ (اور تم جہاں کہیں رہو تمہیں موت آلے گی گرچہ تم پختہ مضبوط عمارتوں میں رہوں) نیز کسی تدبیر ظاہری سے موت کے وقت میں تقدیم وتاخیر کی بھی گنجائش نہیں ہے، اس لئے ہر مؤمن اپنی موت کا یقین رکھتا ہے اور اس کے متعین وقت پر بھی کامل اعتماد رکھتا ہے۔

ابھی حال میں مذکورہ مسلمات کے مطابق اہل سنت وجماعت کے ایک عظیم سرمایہ، مذہب وملت کا کامل درد رکھنے والے اور ہر موڑ پر امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی فرمانے والے صائب الفکر، بلند پایہ مفکر ومبلغ داماد حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد شعیب رضا قادری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ الرحمہ دیکھتے ہی دیکھتے ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو کر ہمیں داغ مفارقت دے گئے، جسے ہم تقدیر الٰہی اور حکمت خدائی ہی جانتے ہیں مشہور مقولہ ہے: فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمت (حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے) یہ اس ذات بے نیاز کی حکمت بالغہ ہی ہے کہ اس نے جب تک مناسب جانا اپنی عطا کردہ نعمت کو ہمارے مابین چھوڑ رکھا اور جب اسے پسند آیا اس نے وہ نعمت واپس لے لی، اس لئے ہر حال میں ہم بندے اس کی حکمت پر راضی اور اس کے شکر گزار ہیں کہ وہ رحمت وبرکت کا سمندر بہانے والا معبود اپنے بندوں پر کبھی بھی ظلم نہیں فرماتا ہے: انه لیس بظلام للعبید (بیشک وہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا) اللہ رؤف ورحیم حضرت مفتی صاحب کو غریق رحمت فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اعلیٰ علّیین میں موضع خاص عطا فرمائے، نیز پسماندگان واہل خانہ کے لئے غیب سے سامان سکون واطمنان فراہم فرمائے آمین۔

آپ کی رحلت کا اضطرابانہ اثر پوری قوم وملت بالخصوص علمائے اہلسنت پر ہے اور ہم سب آپ کے پسماندگان واہل خانہ کے رنج میں برابر کے شریک ہیں اور دعائے خیر کے لئے لب کشا ہیں۔

ابر رحمت تیری رحمت مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

دعا گو: فقیر قمر الدین احمد رضوی قادری

خادم جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ، بہرائچ شریف یوپی

مفتی شعیب رضا دین کے مخلص پیشوا تھے

یہ خبر نہایت افسوس ناک ہے کہ عالم اسلام کی عبقری شخصیت

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری میاں دامت برکاتہم القدسیہ کے داماد اور خلیفہ و معتمد حضرت علامہ مفتی شعیب رضا دنیائے فانی سے عالم باقی کی طرف کوچ کر گئے۔

اسی وعدۂ الٰہیہ کے مطابق کتنے افراد دنیا میں آئے اور گئے اور کتنے جاتے رہیں گے کہ ملک الموت سے کوئی بھی رستگاری نہیں پا سکتا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: کل نفس ذائقة الموت (آل عمران ۱۸۵) ہر جان کو موت چکھنی ہے، کل من علیھا فان (الرحمٰن ۲۶) زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔

لیکن علمائے ربانیین کی موت سے پوری دنیا سوگوار ہو جاتی ہے کیونکہ یہ علمائے کرام اپنے مخلصانہ کردار و عمل کے ذریعے دنیا میں دین و سنیت کے فروغ و استحکام کے لئے جدوجہد کرنے والے ہوتے ہیں، علم اسلام کو بلند اور اعدائے دین و سنیت کو سرنگوں کرنے میں مصروف العمل ہوتے ہیں، ان کی رحلت سے ناقابل تلافی نقصان کا بار گراں دین وسنیت کو اٹھانا پڑتا ہے، اس حقیقت کا اظہار عربی کے اس مقولہ سے بھی ہو جاتا ہے کہ موت العالم موت العالم ایک عالم کی موت پوری دنیا کی موت ہوتی ہے کہ اچھے عالم کی موت سے ہر طرف غم واندوہ کے بادل چھا جاتے ہیں، اس لئے کہ لوگ اپنے دینی پیشوا سے محروم ہو جاتے ہیں۔

موجودہ دور کے انہیں مقتدر علمائے کرام میں ایک نمایاں نام حضرت مفتی شعیب رضا قادری کا بھی ہے، جن کے انتقال سے اہل سنت وجماعت نے اپنے ایک مقتدر پیشوا کو کھو دیا ہے، وہ دین وسنیت کی خدمات جلیلہ اور اس کے فروغ و استحکام کے لئے ہمیشہ آمادہ نظر آتے، ان کے مذہبی رعب وجلال سے ایوان وہابیت متزلزل ہو جاتی، وہ اس دور میں رضوی پیغامات وتعلیمات سے دنیا کو متعارف کرانے میں بہت اہم مقام کے حامل تھے، انہی مذہبی جذبات کی بنا پر حضور تاج الشریعہ آپ سے بے پناہ محبت فرماتے، ان کی وفات سے عالم اسلام نے اپنا ایک ایسا مخلص پیشوا کھو دیا ہے، جس کی تلافی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، مولائے کریم حضرت مفتی صاحب کے درجات بلند فرمائے اور پس ماندگان کو صبر وشکر کی نعمت عطا فرمائے، آمین۔

سوگوار: محمد صلاح الدین رضوی

استاذ جامعہ ضیائیہ فیض الرضا، ددری سیتامڑھی بہار

مفتی محمد شعیب رضا نعیمی بے مثل خوبیوں کے مالک تھے

رمضان المبارک بے پناہ خیرات و برکات کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خصوصی نوازشات فرماتا ہے، ہر شخص زیادہ سے زیادہ رحمت الٰہی کو اپنے دامن میں سمیٹنے کی کوشش میں ہوتا ہے، ہر لمحہ عبادت الٰہی میں صرف ہو، یہ ہر نیک طبیعت شخص کی اولیں خواہش ہوتی ہے، حاجت مندوں کے لئے خیرات، صدقات اور عطیات کے ابواب کھلے رہتے ہیں، جن پہ رب تبارک وتعالیٰ کا خصوصی کرم ہوتا ہے، وہ دل کھول کر غرباو مساکین اور اہل حاجت کے غم میں شریک ہوتے ہیں اور ان کا ہر ممکن تعاون کرتے ہیں، رمضان المبارک میں خوشیاں بکھری ہوئی ہوتی ہیں، ہر شخص کے لبوں پر خوشی ومسرت کے نغمات ہوتے ہیں، ایسے پر مسرت ماحول میں کسی طرف سے غم کا کوئی چھوٹا سا جھونکا بھی آتا ہے تو خوشیوں کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے اور اگر کوئی غم کی آندھی آتی ہے تو انسان بکھر سا جاتا ہے۔

داماد حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ کا وصال حسرت آیات غم کی آندھی کی شکل میں سامنے آیا اور اہل سنت کے مسرت بھرے ماحول کو سوگوار کر گیا، کسی نے سوچا نہیں تھا کہ وہ اتنا جلد ہم سے ہمیشہ ہمیش کے لئے جدا ہو جائیں گے، قدرت کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے، قدرت کے فیصلے کے سامنے انسان بے بس ہوتا ہے، مفتی صاحب میں بہت ساری خوبیاں تھیں، وہ اپنی خوبیوں کی بنیاد پر ہر طبقے میں مقبول محبوب تھے، ان سے اس رضوی غلام کے بڑے اچھے تعلقات تھے، ان کے کرم کی بارشوں میں اپنا پورا وجود شرابور رہے، ان کا وصال حضور تاج الشریعہ کی فیملی کے لیے خصوصاً اور خدام اہلسنت کے لیے عموماً بہت بڑا جھٹکا ہے، ہم ذاتی طور پر حضور تاج الشریعہ کی فیملی کے غم میں برابر کے شریک ہیں، دعا ہے کہ رب کائنات اہلسنت کو ان کا بدل اور ان کے اہل

خاندان واہل عقیدت کو صبر جمیل فرمائے، آمین۔

غم زدہ: آس محمد خان رضوی
محباٹاڈوب، ممبئی

وہ شمع انجمن کی حیثیت سے تنہا اور منفرد تھے

فخر صحافت گرامی منزلت مفتی نشتر فاروقی صاحب! سلام مسنون مزاج گرامی؟

داماد تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی شعیب رضا صاحب علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال سے اہل سنت وجماعت کو جو صدمہ پہنچا وہ بیان سے باہر ہے اور اس حادثۂ فاجعہ سے جو خلا پیدا ہوا وہ شاید ہی پورا ہوگا، حضرت علامہ مرحوم ومغفور کام کے آدمی تھے اور کام ہی سے مطلب رکھتے تھے، مزید یہ کہ داماد تاج الشریعہ کی حیثیت سے عوام وخواص میں ان کی جو شناخت وپہچان ہوئی وہ اپنی جگہ ایک خوش آئند بات ہے، سفر وحضر میں انھیں جو تاج الشریعہ کی جو معیت وہم رکابی کا شرف واعزاز حاصل رہا، وہ ان کی زندگی سنہرا باب ہے، ان کی ذاتی صلاحیت واستعداد اور دینی جذبات وکارنامے ہیں، ان سے زمانہ واقف وآگاہ ہے، حضور تاج الشریعہ سے وابستگی کے بعد ان کے فضل وکمال میں جو چار چاند لگے وہ بھی ان کی زندگی کا ایک ناقابل فراموش اور زریں مرحلہ ہے۔

وقت کا مورخ کچھ لکھے یا نہ لکھے مگر تاج الشریعہ سے ان کی عقیدت ووابستگی کی تاریخ ضرور لکھے گا، کیوں کہ ان سے جس کو ادنیٰ درجہ کا تعلق ہوتا یا ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے، وہ عمر بھر اپنی قسمت پر فخروناز کرتا ہے، اس نقطۂ نظر سے اگر حضرت علامہ مفتی شعیب رضا نعیمی مرحوم کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ وہ شمع انجمن کی حیثیت سے تنہا اور منفرد تھے، وہ ہم سے جدا ہو کر تو دار آخرت میں چلے گئے مگر ان کے جانے کا جو غم واندوہ ان کے گھر والوں اور حضور تاج الشریعہ کو ہوا، اس میں صرف ہم ہی نہیں، تمام برادران اہل سنت شریک ہیں، فقط والسلام

شریک غم: محمد عیسیٰ رضوی قادری
شیخ الحدیث مدرسہ مظہر العلوم، گرسہائے گنج، قنوج

فکر رضا کی ترویج ان کی حیات کا بنیادی مقصد

بریلی شریف سے ہمارا رشتہ دینی بھی ہے اور روحانی بھی، ہمارے دلوں میں عشق رسالے مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو چراغ جگمگا رہا ہے، وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کی دَین ہے، عالمی برادری پر ان کے جو احسانات ہیں، لفظوں کے ذریعہ ان احسانات کی شکر گزاری بہت مشکل ہے، لفظوں کے حدود ہوتے ہیں، جن کی پیمائش ہو سکتی ہے، لیکن ان کے کرم کے حدود ہماری عقلوں سے فزوں تر ہیں، یہی وجہ ہے کہ جن کے سینوں میں ایمان ویقین کا چراغ روشن ہے، ان کی نگاہیں ہر وقت بریلی شریف کی طرف لگی رہتی ہیں، ان کی ہر وقت یہ خواہش رہتی ہے کہ چمن اعلیٰ حضرت تک خزاں کے کسی ادنیٰ جھونکے تک کی رسائی نہ ہو سکے، لیکن ایسا ممکن نہیں ہے، قدرت کا اپنا نظام ہے اور ہر چمن نظام قدرت کے زیر اثر ہے، اس مقام پر سوائے سر تسلیم خم کرنے کے، کوئی چارہ نہیں ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب رضا قادری نعیمی علیہ الرحمہ کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی کے چمن سے بڑا قریبی رشتہ تھا، وہ ہمارے مرشد اجازت حضور تاج الشریعہ کے داماد تھے، اسی ۱۵؍رمضان المبارک کو وہ اللہ کے پیارے ہو گئے، ان کے وصال کی خبر سن کر ہماری آنکھیں نمناک ہو گئیں جواب تک نمناک ہیں، وہ عالم تھے، فاضل تھے، داعی تھے اور مبلغ تھے، ان کے مقاصد حیات میں فکر اعلیٰ حضرت کی ترویج کو بنیادی حیثیت حاصل تھی، وہ بہت کچھ کرنا چاہتے تھے، لیکن زندگی نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا، ان کے جانے کا غم خاندان حضور تاج الشریعہ کا انفرادی غم نہیں بلکہ اجتماعی ہے، اس غم کے حصار میں پوری جماعت ہے، ہم ان کے بلندئ درجات کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جماعت اہل سنت کو ان کا بدل عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین۔

شہید غم: محمد قمر الزماں رضوی مصباحی
پرنسپل جامعہ رضویہ، مغل پورہ پٹنہ، بہار ■■■

حضرت مفتی شعیب رضا قادری نعیمی علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کے لئے منعقد چند

محافل ایصال ثواب

کی ایک مختصر روداد

محفل ایصال ثواب حضرت مفتی شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ

آج بتاریخ ۱۷/ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۲/ جون ۲۰۱۸ء بعد نماز مغرب وجے نگر کانپور یوپی میں ایک نوری محفل منعقد ہوئی، جس کی صدارت حضرت علامہ مفتی شمیم احمد صاحب نوری نائب قاضی شہر کان پور نے کی جبکہ انتظام وانصرام خلیفۂ تاج الشریعہ ڈاکٹر الحاج الیاس عالم نوری وجے نگر نے کیا، اس محفل میں شہر کان پور کے حضرت علامہ خبیر عالم نوری، مولانا دلدار حسین صاحب، مولانا احمد صاحب قادری، مولانا محمود رضا صاحب قادری، حافظ محمد شبیر صاحب، حافظ حسن رضا قادری وغیرہم جیسے حفاظ وعلمائے کرام نے شرکت فرمائی، ساتھ ہی عوام اہل سنت نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

قران خوانی، فاتحہ خوانی، نعت ومنقبت خوانی وغیرہ کے بعد سلام ہوا اور مفتی شمیم نوری کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا، تمام علماء و حفاظ کرام اور خلیفۂ تاج الشریعہ نے نمناک آنکھوں سے دعائیں کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی شعیب رضا قادری نعیمی صاحب علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور قوم وملت کو حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین۔

رپورٹ: جماعت رضائے مصطفےٰ

شاخ وجے نگر کانپور، یوپی

مفتی محمد شعیب رضا نعیمی کا وصال اہلسنّت کا عظیم نقصان

ممبئی ۱۱/ جون: بریلی شریف سے موصولہ اطلاع کے مطابق خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد شعیب رضا نعیمی وصال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، مفتی صاحب طویل مدت سے علیل تھے، آپ کی رحلت یقیناً اہل سنت وجماعت کا عظیم نقصان ہے، آپ نے اپنے باوقار اسفار کے ذریعے خدمت دین کا فریضہ انجام دیا، بریلی شریف کی دینی، علمی، تعلیمی، قلمی وسماجی سرگرمیوں سے وابستہ رہ کر ملک بھر میں پر اثر خدمات انجام دیتے رہے، آپ کو حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان قادری دامت برکاتہم العالیہ سے شرف دامادی حاصل تھا، اس طرح کا بیان دیتے ہوئے رضا اکیڈمی کے سربراہ الحاج محمد سعید نوری صاحب نے کہا کہ ہمیں ایسے عظیم ولائق وفائق عالم ربانی کے وصال پر شدید رنج ہے جن کی خدمات کے نقوش سمتوں میں پھیلے ہوئے ہیں، موصوف نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی صاحب کی خاموش خدمات ہمیشہ یاد کی جائیں گی، موصوف نے کم وقت میں لائق قدر کام انجام دیئے، حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کے ذریعے کتب اعلیٰ حضرت کے تراجم سے متعلق بھی بڑی تندہی سے کام کیا، آپ نے حضور تاج الشریعہ کے دورے کثیر علاقوں میں کرائے جہاں سنیت کو فروغ ملا اور اہل سنت کا بول بالا ہوا، الحاج محمد سعید نوری نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں تعزیت پیش کی، رضا اکیڈمی کی طرف سے ایصال ثواب کیا گیا، نیز خانوادۂ حضور تاج الشریعہ، پس ماندگان، خانوادہ کے تمام افراد سے اظہار تعزیت کیا گیا۔

رپورٹ: محمد عارف رضوی

سکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی

جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

ممتاز عالم دین باصلاحیت مفتی شرع داماد حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی محمد شعیب رضا نعیمی کے انتقال پر ملال کی خبر شہر ردولی شریف میں رنج وغم کے ساتھ سنی گئی، عالم حق بیان حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب صدیقی حشمتی سربراہ اعلیٰ دارالعلوم مخدومیہ

نے مولانا نعیمی کے انتقال کو دنیائے سنیت کا بہت بڑا نقصان قرار دیا، مولانا صدیقی نے بتایا کہ مولانا نعیمی علیہ الرحمہ تدریس تقریر اور افتاء میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے، کئی مرتبہ دارالعلوم مخدومیہ کی پیغام حق کانفرنس اور ملک کے متعدد صوبوں میں مولانا مرحوم کے ساتھ رہ کر ان کی ایمان افروز تقریریں سننے کا موقع ملا اور سینکڑوں بار کی ملاقات میں مولانا نعیمی علیہ الرحمہ سے اسلام وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے تبادلۂ خیال کا موقع ملا، مرحوم اپنے سینے میں ایک دردمند دل اور حسّاس جذبہ رکھتے تھے۔ ع

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے

بعد نماز تراویح ردولی شریف کی جامع مسجد میں ایک جلسۂ تعزیت اور ایصال ثواب کا انتظام کیا گیا۔ ؎

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشم نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

ہم غلامان حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں مولانا مفتی شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، سبھی پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو صحت وسلامتی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے، آمین، ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

شریک غم: اساتذہ ارکان وطلبہ
دارالعلوم مخدومیہ رضا نگر ردولی شریف، ضلع فیض آباد

علم وفضل کا ایک اور چراغ بجھا

نعیمی ورضوی درسگاہ کے اس فرزند نے اشاعت دین میں مثالی خدمات انجام دیں

مالیگاؤں ۱۱؍ جون: بریلی شریف سے موصولہ اطلاع کے مطابق خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد شعیب رضا نعیمی وصال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، مفتی صاحب طویل مدت سے علیل تھے، آپ کی رحلت یقیناً اہل سنت وجماعت کا عظیم نقصان ہے، آپ علم دوست تھے اور بہترین مصلح وخطیب بھی، آپ نے اپنے باوقار اسفار کے ذریعے خدمت دین کا فریضہ انجام دیا، بریلی شریف کی دینی، علمی، تعلیمی، قلمی وسماجی سرگرمیوں سے وابستہ رہ کر ملک بھر میں پر اثر خدمات انجام دیتے رہے۔

آپ کو حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان قادری دامت برکاتہم العالیہ سے شرف دامادی حاصل تھا، ایسے نوجوان عالم دین کا وصال یقیناً عظیم رنج وصدمہ کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے نوازے، رضا اکیڈمی ممبئی کے سربراہ الحاج محمد سعید نوری نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی کی خاموش خدمات ہمیشہ یاد کی جائیں گی، موصوف نے کم وقت میں لائق قدر کام انجام دیئے، آپ نے حضور تاج الشریعہ کے دورے کثیر علاقوں میں کرائے، جہاں سنیت کو فروغ ملا۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی (ممبئی) نے فرمایا کہ مفتی صاحب کی رحلت سے جو خلا ہوا ہے وہ پر ہونا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے، مفتی سید محمد رضوان شافعی (کوکن) نے فرمایا کہ آپ کی گفتگو بڑی پر اثر ہوا کرتی تھی، آپ نے دین وسنیت کی اشاعت کے لیے اپنی حیات کا بڑا حصہ دوروں کی نذر کیا، جس کے عمدہ اثرات ظاہر ہوئے۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے صدر سید وجاہت رسول قادری، خانقاہ سلطانیہ چشتیہ دیویٰ شریف کے حضرت مولانا سید فاروق میاں چشتی، امام مصطفیٰ رضا ریسرچ سینٹر ڈربن کے مولانا آفتاب قاسم رضوی، مفتی ذوالفقار خان نعیمی (کاشی پور اتراکھنڈ) سید فرقان علی چشتی (درگاہ شریف اجمیر مقدس) مولانا عبدالحی نسیم القادری، محمد میاں مالیگ، نیاز احمد مالیگ (لندن) نے تعزیت کی اور اظہار رنج فرمایا۔

غلام مصطفیٰ رضوی نے کہا کہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی اشاعتی وعلمی کاموں کو پسند فرماتے تھے، اس سلسلے میں ان سے جب بھی رابطہ ہوا حوصلہ افزا گفتگو کی اور رہنمائی بھی کی، مفتی صاحب کے لیے

اہل سنت کی تنظیموں اور اداروں میں ایصال ثواب کیا گیا، ہم افراد خانہ کے غم میں شریک ہیں اور دعائے صبر کرتے ہیں۔

رپورٹ: نوری مشن مالیگاؤں

مفتی محمد شعیب رضا نعیمی! ایصال ثواب کی محافل میں

۱۵؍ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ/ ۱۱؍ جون ۲۰۱۷ء کی دوپہر بریلی شریف سے یہ دل سوز اطلاع ملی کہ خلیفہ و تلمیذ و دامادِ حضور تاج الشریعہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نعیمی صاحب کی ذات ہمہ جہت، ہمہ وصف اور متحرک وفعال تھی، متعدد نشستیں رہیں، کم سخنی کے باوصف اہم و ضروری باتیں کرتے، تعمیر کی جانب صفت سیل رواں بڑھنے کا جذبہ تھا، یہی وجہ رہی کہ مقبولیت کی بلندیوں پر فائز ہوئے، ان کی مقبولیت ایسی کہ بعد از وصال سب بول اُٹھے، سمتوں سے صدائے دل نواز بلند ہونے لگی، ہاتھ دُعا کو اُٹھ گئے، زباں پر کلمات مغفرت جاری ہو گئے، خوبیوں کے موتی، عقیدتوں سے چنے گئے، تعزیتی نشستیں ہوئیں، اکابر علما، مشائخ، ارباب تحقیق، اہل قلم بھی نے اظہارِ رنج وملال کیا، ایصال ثواب کی بزمیں سجائیں، حرمین کی مشک بار فضاؤں میں بھی ایصالِ ثواب کیا گیا۔

برقی پیغامات کے ذریعہ اظہارِ دُکھ کیا گیا، نعیمی صاحب کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا، حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ و افرادِ خانہ سے اس حزن کی گھڑی میں اپنی شرکت کا اظہار کیا گیا، ذیل میں دُعائے مغفرت وایصالِ ثواب اور تعزیت کرنے والے بعض مشاہیر کے نام پیش کیے جاتے ہیں:

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی، (گھوسی) مفتی محمد مجیب اشرف (ناگپور)، علامہ سید مظفر شاہ قادری، سید وجاہت رسول قادری (کراچی) سید عبد القادر جیلانی، الحاج محمد سعید نوری (ممبئی) مفتی سید محمد رضوان شافعی رفاعی (کوکن) مولانا آفتاب قاسم رضوی (ڈربن) مفتی عبد الرحمن قادری رضوی، ملک محبوب الرسول قادری، مولانا ندیم اختر القادری، مولانا نعیم اختر القادری، مولانا انعام المصطفیٰ اعظمی، مولانا احمد رضا ابن مفتی نصر اللہ خان افغانی، ڈاکٹر حاجی حنیف طیب، شیخ الحدیث مولانا اسماعیل ضیائی (دار العلوم امجدیہ کراچی) مولانا عبد اللہ قادری ابن مولانا نور احمد قادری (کھاریاں) مولانا مفتی محمد مسعود و برادران، ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی، مولانا حافظ عطاء الرحمن، مفتی حامد سرفراز قادری رضوی (لاہور) نعیم طاہر اختر القادری، سید صابر حسین شاہ بخاری (برہان شریف) سید منور علی شاہ بخاری (امریکہ) مفتی شفیق الرحمن (ہالینڈ) علامہ قمر الزماں اعظمی، محمد میاں مالیگ، علامہ محمد ارشد مصباحی، ابوزہرہ رضوی، نیاز احمد مالیگ (لندن) ڈاکٹر محمد عاطف راؤ، ڈاکٹر مجید اللہ قادری (کراچی یونیورسٹی کراچی) مفتی شمشاد احمد مصباحی (گھوسی) ڈاکٹر عرفان محی الدین ربانی، مولانا محمد ذاکر نوری، مولانا بشارت صدیقی اشرفی (حیدر آباد) مولانا ڈاکٹر عبد العلیم قادری (اندور) مولانا لیاقت رضا نوری (اجین) مولانا غلام مصطفی برکاتی (نوساری) مولانا غلام مصطفی نعیمی، مولانا انوار احمد امجدی (دہلی) حاجی محمد یونس رضوی، مولانا مبشر حسن نوری، قاری محمد رئیس اشرفی، عبد الرؤف پٹیل، مولانا ہاشم رضا ناسک، نیز سیکڑوں علما و مشائخ نے تحریری اور زبانی تعزیت کی جن کے نام اس فہرست میں نہ آسکے، ان سے معذرت چاہتے ہیں، اللہ کریم! مفتی محمد شعیب رضا نعیمی کے درجات بلند فرمائے، ان کے فیضانِ علم سے اہلسنّت کو شادکام فرمائے اور حضور تاج الشریعہ و افرادِ خاندان کو صبر جمیل دے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

مالیگاؤں میں نوری مشن نے رضا لائبریری میں ایصال ثواب کی محفل منعقد کی، ارکان نے ان کی علم دوستی بیان کی، خراج عقیدت پیش کیا، مالیگاؤں کی سنی مساجد، مدارس میں قرآن خوانی کا اہتمام ہوا، کئی سنی تنظیموں، تحریکوں، اداروں نے تعزیت کی اور آپ کے وصال کو اہل سنّت کا عظیم سانحہ ونقصان قرار دیا، نوری مشن ناسک نے بھی ایصال ثواب کیا۔

رپورٹ: غلام مصطفےٰ رضوی
نوری مشن مالیگاؤں

مفتی شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ کے لئے محفل قرآن خوانی

ٹاٹا بوکارو: ۱۱ رجون ۲۰۱۷ء بروز اتوار قریب ۱۲ بجے دن کو بریلی شریف سے یہ دل سوز اطلاع ملی کہ تلمیذ و خلیفہ اور داماد حضور تاج الشریعہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مفتی صاحب قبلہ کی ذات ہمہ متحرک اور فعال قسم کی تھی، کم اور تعمیری ذہنیت کے حامل تھے، آپ نے متعدد بار جھارکھنڈ کا دورہ فرما کر یہاں کی سنیت مضبوط و مستحکم فرمایا۔

جیسے ہی داماد تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی شعیب رضا قادری نعیمی کے وصال پر ملال کی خبر وحشت اثر جدید ذرائع ابلاغ سے شہر بوکارو پہنچی، ہر طرف رنج و غم کے بادل چھا گئے، ہر دل ماتم کدہ بن گیا، الحاج ابوالکلام نے اپنے غریب خانے پر ایک محفل قرآن خوانی منعقد کی جس میں علما نے مفتی صاحب کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا، آخر میں ان کے لئے بلندی درجات اور پس ماندگان کے لئے صبر و شکر کی دعا کی گئی۔

رپورٹ: محمد عصام رضا، بوکارو جھارکھنڈ ■■■

جھوٹ کی نحوست

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے (رحمت کا) فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔"

RNI : UPMUL\2017\71926 PER COPY : ₹ 20.00 PER YEAR : 250.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

Hazrat Abdullah Ibn Amr (Radiyallahu Anhu) said: I was told that Allah's Massenger (Sallallhu Alaihi Wa Sallam) had said, "Prayer" engaged in by a man while sitting counts as half the prayer, so I went to him sitting counts as half the prayer, so I went to him and I found him praying while sitting, and I put my hand on his head. He said, "What is the matter with you, Abdullah Ibn Amr?" I replaced: "I have been told, Massenger, of Allah (Sallallahu Alaihi Wa Sallam), that you said that prayer engaged in by a man while sitting counts as half the prayer, Yet you yourself are praying while sitting. "He said, "He said, "Yes, but I am not like one of you."

(Muslim Sharif)